THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, the December 16, 2013
(99th Session)
Volume XI, No. 09
(Nos. 01-13)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran…………………………	1
2.	Leave of Absence………………………………………	2
3.	Legislative Business:	
	• The Civil Servants (Amendment) Bill, 2013……….	3-4
4.	Resolutions:	
	i. Construction of New Water Reservoirs………...	5-14
	ii. The Names of the Judges of the Superior Courts Having Dual Nationality……………………......	15-26
	iii. The Increasing Incidents of Rape……………….	27-29
5.	Commenced Motion:	
	• Further Discussion on Foreign Policy……………….	30-47

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-XI　　SP.XI(09)/2013
No.09　　15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, the December 16, 2013

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at six minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا
یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًاؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ
اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ﴿۱۲﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ
قَبَآىٕلَ لِتَعَارَفُوْاؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ﴿۱۳﴾

ترجمہ: اے ایمان والو بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہیں اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو اس کو تو تم ناپسند کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔ اے لوگو ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تا کہ تمہیں آپس میں پہچان ہو بیشک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔

(سورۃ الحجرات: آیات 12 تا 13)

Mr. Chairman: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Leave applications.

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جناب افراسیاب خٹک صاحب ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے مورخہ 16 تا 18 دسمبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب گل محمد لاٹ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 11 تا 13 دسمبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سید ظفر علی شاہ صاحب نے بعض مصروفیات کی بنا پر مورخہ 12 اور 16 تا 19 دسمبر ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ نزہت صادق صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 12 دسمبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ نسرین جلیل صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 03 تا 13 دسمبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Coalition partners are there and the main party is not there. We move on to Item No. 2. Mr. Ilyas Ahmed Bilour may move Item No. 2.

Legislative Business

The Civil Servants (Amendment) Bill, 2013

Senator Ilyas Ahmad Bilour: Sir, I beg to move that the Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2013], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Is it opposed? It has not been opposed. آپ اس کی support میں کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب والا! اس پر support کی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ اس کے principles پر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب والا! اس پر کمیٹی نے discussion already کی ہے، so it has not been opposed.

Mr. Chairman: O.K. it has not been opposed? Now I put the motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion was adopted unanimously. We move on to the second reading of the Bill i.e., clause by clause consideration of the Bill. Clause 2. There is no amendment in it.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 2 stands part of the Bill and it has not been opposed by anybody. Now we take up Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1; the Preamble and the Title do stand part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Item No. 3. Mr. Ilyas Ahmed Bilour may move Item No. 3.

Senator Ilyas Ahmad Bilour: Sir, I beg to move that the Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2013], be passed.

Mr. Chairman: Now I put the motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion was carried and the Bill stands passed unanimously. We may move on to Item No. 4. Sughra *sahiba*, would you like to move this?

Senator Syeda Sughra Imam: Sir, I was going to request for deferment of this resolution as you can see it is regarding the quota in government services. Sir, as you know that government has brought a Bill in the National Assembly of Pakistan seeking an amendment in Article 27 extending the quota by 20 years. I believe that the Bill has been passed by the relevant Standing Committee in the National Assembly and it's now going to be tabled once it's passed and then it will come to the Senate and once constitutional cover is provided to the federal and regional representation through the constitutional amendment, I think if you would allow us to take up this resolution at that juncture, it would be more appropriate.

Mr. Chairman: Certainly, it is a correct position now because there is an amendment to the Constitution in the Article 27 and that is with the Standing Committee on Law of National Assembly, so that is an appropriate approach. Your request is certainly perfect and we defer this Bill.

Senator Syeda Sughra Imam: Sir, till such time that the amendment in Article 27 is passed.

Mr. Chairman: So the Item No. 4 is deferred. Item No. 5 of Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi. Col. *Sahib,* please move the resolution.

Resolution

Construction of New Water Reservoirs

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I beg to move the following resolution:-

> "This House recommends that the Government may take immediate steps for construction of new water reservoirs in order to meet the shortage of water in the country".

Mr. Chairman: Who would like to speak? Col. *Sahib,* you would like to speak?

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: جی ہاں۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس میں تو کوئی شک نہیں ہونا چاہیے کہ پورے پاکستان میں پانی کی اتنی قلت ہو رہی ہے کہ ہم water scarce country declare ہونے والے ہیں اور بہت جلد ہمیں پانی کی بہت shortage ہو گی اور بڑے problems ہوں گے۔ انڈیا کے ساتھ ہمارا معاملہ تو ہے کیونکہ ہم انڈیا کے ساتھ based of our rivers ہمالیہ سے پانی share کرتے ہیں اور unfortunately ان کی حکومت بہت proactive ہے اور ہماری حکومتوں پر both military and civil equal blame جاتا ہے کہ انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی، نہ ڈیم بنانے پر اور نہ پانی کے reservoirs بنانے کے لیے، نہ پانی کے استعمال کو control کرنے کے لیے اور even Indus basin پر ہمارے mangrove forest بھی destroy ہو رہے ہیں، ہماری military and civil حکومتوں نے اس کو بھی بچانے کے لیے کسی طرح کی کوئی کوشش نہیں کی، جس نے صحیح توجہ دی وہ ایوب خان تھے، وہ چلے گئے، سالہا سال گزر گئے اور ہم وہیں کھڑے ہیں جہاں وہ چھوڑ کر گئے تھے۔

جناب چیئرمین! ایک زمانے میں سیلاب اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتے تھے، چونکہ لوگوں نے دریاؤں پر قبضے نہیں کیے ہوئے تھے، flood areas میں گھر نہیں بنائے ہوئے تھے، ہماری

population اتنی نہیں تھی۔ یہ سیلاب آتے تھے اور ہماری زمین کو زرخیز کرجاتے تھے اور پورا پنجاب breadbasket of the British Empire کہلاتا تھا۔ اب ہمارے وہ main rivers after Indus Water Treaty بند بھی ہوگئے۔ اس کے بعد ہماری بستیاں بھی بن گئیں۔ اب floods زیادہ problems بھی create کرتے ہیں۔ ہمارا سارا پانی ضائع ہوجاتا ہے اور صرف عوام کو تکلیف ہوتی ہے جبکہ اس پانی کو ہم چھوٹے چھوٹے dams and lakes بنا کر برے وقت کے لیے بچا سکتے ہیں۔ پورا سال تو یہ floods نہیں ہوتے اور بارشیں بھی تھوڑی دیر کے لیے آتی ہیں۔ بارشوں اور floods کا پانی اور ہمارے جو بھی دریا ہیں خاص طور پر Indus river اس کے irrigation system کو ہم اچھی طرح استعمال کریں۔ اس لیے میں حکومت کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں اور میں نے اسی لیے یہ resolution move کی ہے کہ شاید ہماری government اس بہت ہی ضروری مسئلے کی طرف متوجہ ہو جائے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں ہے اور کوئی foreign policy, interior policy and defence policy پر بڑی بڑی discussions کرتے رہتے ہیں مگر پانی ایک basic necessity of life ہے۔ پانی ہی ہماری آنے والی نسلوں کے لیے اس چیز کی گارنٹی ہے کہ ان کے پاس زرخیز علاقے ہوں گے، agriculture ہوگی اور پانی کی وجہ سے ہی ہمیں parts of life دستیاب ہوں گے۔

اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس resolution کو پاس کیا جائے اور حکومت اس پر توجہ دے۔ پوری دنیا اس میں مدد کررہی ہے اور اس میں foreign aid بھی آجائے گی، foreign help بھی آجائے گی۔ آتی بھی ہے لیکن unfortunately corruption میں ضائع ہوجاتی ہے یا ادھر اُدھر دوسری چیزوں میں استعمال کی جاتی ہے۔ میری تجویز ہے کہ اس پر ایک master plan بننا چاہیے کہ ہم پانی کے نہایت قیمتی resources کو کیسے استعمال کرسکتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ حکومت اس پر اب ضرور توجہ دے گی۔ Thank you, Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you, Zahid Khan *sahib*.

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ، چیئرمین صاحب، مشہدی صاحب نے جو بات کی ہے یہ حق بجانب اور صحیح ہے۔ دو دن پہلے ہماری Standing Committee of Water and Power کی meeting تھی، 2010 میں جب 18th Amendment پاس ہوئی تو صوبوں کو اختیار دے دیا

گیا کہ وہ اپنے لیے hydel power generate کر سکتے ہیں۔ جب ہمارے صوبے میں ہماری حکومت تھی تو اس کا 2011 کا plan تھا کہ 24 projects سے ڈھائی ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کریں گے جس میں short term, mid term and long term projects شامل ہیں جو 2014 سے شروع ہو کر 2021 تک complete ہوجائیں گے۔

سب سے اہم بات جو میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ کو معلوم ہوگا کہ ایک دفعہ میں نے اور حاجی صاحب نے اسلام آباد ہائی کورٹ کے متعلق ایک بات کی تھی۔ اب یہ بات اسلام آباد ہائی کورٹ کے متعلق تو نہیں ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ منڈا ڈیم جس کو مہمند ڈیم بھی کہتے ہیں، پرسوں ہمیں یہ پتا چلا کہ اس بجٹ کے PSDP میں اس کے لیے رقم نہیں رکھی گئی۔ جناب، آپ 840 میگاواٹ بجلی کو بھی چھوڑ دیں، ساڑھے تین لاکھ ایکڑ زمین جو اس سے سیراب ہوگی اس کو بھی چھوڑ دیں، میرا سوال یہ ہے کہ کیا ہم 2010 والے فلڈ کو بھول گئے ہیں جس میں نقصان کا تخمینہ پچیس ارب ہے جو اس سے زیادہ بھی ہوسکتا ہے۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ جب منڈا ڈیم میں تین لاکھ پچھتر ہزار کیوسک پانی آیا تو منڈا ہیڈ ورکس نہ تو اس کو روک سکا اور نہ ہم اس کو سنبھال سکے۔ وہاں سے جب flood چلا تو Peshawar valley کو برباد کردیا اور اس کے بعد اس میں کابل دریا سے ایک لاکھ کیوسک اور شامل ہوا۔ جب یہ اٹک میں انڈس سے مل رہا تھا تو یہ پانی ساڑھے چھ لاکھ کیوسک تک پہنچ گیا۔ جب یہ پانی آگے چلتا ہوا پنجاب سے گزر رہا تھا تو اس وقت آٹھ لاکھ کیوسک تھا اور جب یہ بلوچستان اور سندھ میں داخل ہو رہا تھا تو اس وقت گیارہ لاکھ کیوسک کے قریب پہنچ گیا تھا۔

اب جناب، بات یہ ہے کہ ہم پانی کے لیے روتے تو ہیں لیکن اپنے ملک میں جس قدر ذخیرہ ہم کر سکتے ہیں اس کے لیے بھی کوشش نہیں کر رہے۔ جس قدر ہم اپنے ملک کو بچا سکتے ہیں اس کے لیے بھی کوشش نہیں کر رہے۔ آپ یقین مانیں اس کے لیے study آٹھ سال سے چل رہی ہے اور کل یہ پتا بھی چلا کہ اب پھر کوئی ہائی کورٹ چلا گیا ہے، یہ کوئی NGO ہے جس نے environment کا بہانہ بنا کر پھر یہ روک دیا۔ اب حکومت سے ہم نے اس دن بھی درخواست کی تھی کہ خدارا ایسے cases کو آپ priority bases پر لے لیں اور جا کر ان کے پاس یہ explain کریں کہ اس سیلاب سے جو تباہی ہو رہی ہے جیسا کہ پہلے 2010ء میں تباہی ہوئی تھی جس کا خمیازہ آج تک ہم بھگت رہے ہیں۔ آج بھی گھر بنتے جا رہے ہیں اور اب بھی USA گھر بنا کر لوگوں کو دے رہا ہے۔ ہمارے علاقے کے roads and bridges سیلاب کی نذر ہوگئے تھے۔ میں اور میرے ساتھی نثار خان صاحب کو بھی علم ہے کہ ابھی

حکومت کو یہ بھی نہیں پتا کہ یہ ڈیم ہم نے بنانا بھی ہے یا نہیں۔ تیرہ سوملین یورو ان کو اس کے لیے یورپی یونین نے دیا ہے لیکن اس کے باوجود بھی صورت حال ویسی کی ویسی ہے اور حکومت اس جانب کوئی توجہ نہیں دے رہی جبکہ اس ڈیم کے بننے سے ایک تو ہم سیلاب سے بچیں گے دوسرا ہمیں پانی کا ذخیرہ بھی حاصل ہوگا، تیسرا ہمیں ہائیڈل پاور سستی ملے گی۔

حکومت کرنا کیا چاہتی ہے اور کیا کررہی ہے، اس مسئلے پر کوئی policy statement تو آکر دے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پہلے بھی اس پر بحث ہوئی تھی اور اس PSDP میں اس کے لیے ایک پیسا بھی نہیں رکھا گیا۔ جب ہم نے پلاننگ کمیشن والوں سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ کیس تو ہائی کورٹ میں ہے۔ ہائی کورٹ میں دس سال سے کیس چل رہا ہے۔ کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ کوئی قوم اور ملک کے بارے میں نہیں پوچھتا۔ کہنا میں یہ چاہتا ہوں کہ حکومت کو ان مسائل پر زیادہ توجہ دینی چاہیے کیونکہ اس سے انرجی کا problem solve ہوگا اور پانی کا مسئلہ بھی حل ہوگا۔ ہمیں اپنے reservoir بنانے چاہییں۔ جب ہم یہ نہیں بناسکتے ہیں تو ہم دوسروں پر جو تنقید کریں گے وہ تو بجا ہے اور اپنی جگہ پر ہے لیکن ہم اپنے طور پر جو کرسکتے ہیں وہ تو کرنا چاہیے۔ شکریہ جی۔

جناب چیئرمین: حمزہ صاحب، اس پر راجہ ظفرالحق صاحب Minister for Water and Power یا ان کی جگہ کوئی بات کرنا چاہے گا؟ Somebody should be here to respond all these things from the Government whether they oppose or do not oppose and then straight away we can go for a vote.

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq (Leader of the House): Sir, it is a resolution for conservation and construction for water reservoirs, so there is no point in opposing it.

Mr. Chairman: It is not opposed then we cannot have a prolonged discussion on this.

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: May be Hamza *sahib* and one or two more want to speak on it.

جناب چیئرمین: حمزہ صاحب، آپ بات کرلیں۔

سینیٹر حمزہ: جناب چیئرمین، ہماری یہ بد قسمتی ہے کہ کالا باغ ڈیم کے بارے میں جب بھی گفتگو کی جاتی ہے تو ہماری خیبر پختونخوا کی اسمبلی اور سندھ اسمبلی یا بلوچستان اسمبلی کی قراردادیں بھی موجود ہیں کہ اس کو تعمیر نہ کیا جائے۔ میں اس بارے میں جب سوچتا ہوں تو کہتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم کو بنایا جائے اور وہاں سے پانی کسی اور جگہ divert نہ کیا جائے۔ پانی کو جب اونچائی سے نیچے لے آئیں گے تو اس سے جنریٹر چلیں گے تو اس سے پانی کم نہیں ہوگا۔

Mr. Chairman: Hamza *sahib*, is this resolution specific to the Kalabagh Dam? It is a general resolution.

سینیٹر حمزہ: نہیں، میں آپ سے عرض کررہا ہوں کہ کالا باغ کا مسئلہ کوئی اچھوت مسئلہ تو نہیں ہوگیا۔ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی، میں یہ بات نہیں کہتا کہ کالاباغ ڈیم جب بنایا جائے تو اس کا پانی کسی دوسری جگہ divert کیا جائے بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ اس کو اونچائی سے جب نیچے گرائیں گے اور اس سے بجلی پیدا ہوگی تو اس سے پانی کم تو نہیں ہوگا بلکہ سندھ کو بھی اتنا ہی پانی ملے گا، خیبر پختونخوا کو بھی اس کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

دوسری بات خاص طور پر زاہد خان صاحب نے جو فرمایا۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب، آپ سے ایک گزارش ہے کہ جب floor کسی کے پاس ہو تو kindly اس کی بات سن لیا کریں۔ اگر آپ کہیں گے مجھے موقع دیں تو I will give you the opportunity. لیکن ہم parliamentary practice کو تھوڑا بہتر بھی کریں۔ جب وہ گفتگو کر رہے ہیں تو let us do not interrupt him. جی حمزہ صاحب۔

سینیٹر حمزہ: جناب چیئرمین! ابھی جیسا کہ جناب زاہد خان صاحب فرما رہے تھے ہمارے خیبر پختونخوا کے صوبہ میں بہت ہی زیادہ ایسے مواقع اور جگہیں ہیں جہاں پر ہم بند بنا کر وہاں سے بجلی پیدا کر سکتے ہیں اور جو سیلاب آتا ہے اس کی شدت کو بھی کم کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی خدمت میں اور ایوان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ خاص طور پر ہمارے ڈیرہ غازی خان یا دوسرے علاقے یا بلوچستان کے علاقے جہاں پر جب بارش ہوتی ہے تو اتفاق سے جو رود کوہی ہے وہ پانی تباہی مچاتا چلا جاتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہمارے پاس اگر فنڈز ہوں تو جہاں جہاں سے رود کوہی گزرتی ہے وہاں بند بنا کر پانی کو store

کیا جائے تو خاص طور پر بلوچستان کے علاقے میں پانی کی سطح بھی اونچی ہوگی اور ٹیوب ویل کے ذریعے اس کو آبپاشی کے لیے استعمال بھی کیا جا سکتا ہے۔ جو نقصان اس سے ہوتا ہے اس نقصان سے بھی بچا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے بہت سے مواقع ہیں، پنجاب میں بھی ہیں، بلوچستان میں بھی ہیں اور خیبر پختونخوا میں بھی ہیں، ہمیں ان سے استفادہ کرنا چاہیے۔ یہ ہماری قومی ضرورت ہے اور پانی بہت ہی زیادہ قیمتی اثاثہ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے پانی کی قلت ہو رہی ہے اور پانی کی ضرورت بڑھتی جا رہی ہے۔اس سے ہمیں قومی لحاظ سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ فرحت اللہ بابر صاحب۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: شکریہ، جناب چیئرمین! میں اس resolution کے mover کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک اہم مسئلے پر توجہ دلائی ہے کہ یہ ہاؤس resolution پاس کرے۔ جناب چیئرمین! کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی صاحب خود جب بات کر رہے تھے تو انہوں نے اس کو confine نہیں کیا کہ construction of new dams بلکہ کہا کہ ایک master plan ہونا چاہیے۔ پانی کا مسئلہ پاکستان میں اب انتہائی سنگین ہو چکا ہے اور پاکستان اب water scarced country کہلاتا ہے اور very soon in the next 2 to 3 years it can become a country of short water, this is according to the UN reports. اور اس کی کئی جہتیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ the appropriate wording of the resolution should be that "the Government should take steps for devising a master plan to address issues in water shortage". اس میں چھوٹے dams بنانے بھی آتے ہیں، اس میں پھر یہ بھی ہوگا کہ جو پانی کا زیاں ہو رہا ہے اس کو روکنے کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اس میں پھر یہ بھی آئے گا کہ ایک study کی جائے کہ کس طرح پاکستان میں availability of water جو 1947 میں at the time of independence 5000 cubic meters per person تھی اب وہ گھٹ کر 1150 cubic meters per person ہو گئی ہے۔ Availability of water per person has decreased the use of water اور جو ہے وہ بڑا extravagant طریقے سے ضائع ہو رہا ہے اور we are still using the primitive and the old methods of agriculture resulting in wastage of huge quantities of

water. اس issue کا ایک dimension neighboring countries کے ساتھ بات چیت بھی ہے کہ پانی کا جو resource ہے وہ تمام ممالک کا یکساں resource ہے۔ اس کے بارے میں بات چیت کی جائے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ
this House recommends that the Government should devise a master plan in consultation with all the provinces and the stakeholders for addressing issues of water shortage. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you. Mohsin Leghari *sahib*.

سینیٹر محمد محسن خان لغاری: شکریہ، جناب چیئرمین! پچھلے دنوں ہم نے ہاؤس میں اس پر بات کی تھی اور اس Chair نے فیصلہ کیا تھا کہ اس کے لیے ایک special committee constitute کی جائے گی۔ جناب چیئرمین! مشہدی صاحب نے جس issue کو touch کیا ہے یہ ایک نہایت اہم issue ہے اور دن بدن اس کی significance بڑھتی جا رہی ہے۔ ہمارے جو major existing water reservoirs ہیں، تربیلا، منگلا اور چشمہ کے ان کی water storage capacity پچھلے 50 سال میں 30 سے 35 فیصد کم ہو چکی ہے۔ ابھی ہم نے منگلا کی raising کر کے اس کی capacity کو بڑھا دیا ہے اور اب منگلا تربیلا سے بڑا water reservoir ہمارے ملک کا بن گیا ہے لیکن یہ بھی کافی نہیں ہے اور مشہدی صاحب کا جو concern ہے اس سے پہلے ہمارے ملک کے اندر پانی کی تقسیم کا جو ایک document ہے جس کے تحت یہ ہو رہا ہے، 1991 کا Water Appropriation Accord اس کے اندر بھی یہ چیز واضح لکھ دی گئی ہے کہ the need for water storage wherever feasible on the Indus and other rivers was admitted and recognized by the participants for planned future agriculture development. Sir, this was signed in 1991 by all the provinces. آج ہم 2013 میں 22 سال کے بعد پھر وہی بات کر رہے ہیں، مشہدی صاحب اس کو touch کر رہے ہیں کیونکہ پچھلے 22 سال میں اس پر ہم نے کوئی خاطر خواہ اضافہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اسی Water Appropriation Accord کے اندر جو ہم نے تقسیم کیا تھا اور جو amount ہم نے تقسیم کیا ہے وہ 114 million acre feet ہے اور اس Water Accord سے پہلے جو ہمارے 25 سال کا average ہے وہ 104 ہے اور تقسیم ہم نے 114 کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے

بار بار صوبوں کے درمیان tension پیدا ہوتی ہے اور سب توقع رکھتے ہیں کہ ان کو 114 million feet میں سے ان کا حصہ ملے گا اور پانی ان کو 104 مل جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! ہمارے جو Constitution کے framers تھے انہوں نے پانی کی اہمیت دیکھتے ہوئے Constitution کے اندر special provisions جہاں پر Council of Common Interests کا ذکر ہے پانی کے لیے باقاعدہ ایک Article dedicate کیا گیا ہے، Article 155, complaints as to interference with water supplies. پانی کی اہمیت 1973 میں بھی ہمارے جو Constitution کے framers ہیں انہوں نے بھی اس کو دیکھا۔ ساری دنیا کی research اس وقت یہ کہتی ہے کہ پانی اس وقت تیل سے زیادہ اہمیت حاصل کرنے والا ہے۔ پچھلی صدی کے اندر جو جنگیں ہوئی تھیں وہ oil reserves and oil کو کنٹرول کرنے کے لیے ہوئی ہیں۔ اب آئندہ جو دنیا کے اندر tension ہوگی وہ clean water کی access کے لیے ہوگی۔ میری گزارش ہے کہ اس کو ہم بڑے پرزور طریقے سے approve کریں اور صرف نئے reservoirs بنانا ہی اس کا ایک حل ہے۔ ہمیں بہتر resource management بھی کرنی ہے اور پانی کے بہتر استعمال کی طرف بھی توجہ دلانی ہے۔ اگر rules allow کردیں تو اس میں efficient use of water resolution کے wording میں اگر ہم کر سکیں تو جو existing پانی ہے اس کے بہتر استعمال پر بھی زور دینا چاہیے۔

Mr. Chairman: Thank you. Khalida Parveen *sahiba*.

سینیٹر خالدہ پروین: شکریہ، جناب چیئرمین! کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی صاحب نے آج جو یہ قرارداد پیش کی ہے یہ انتہائی اہم ہے۔ اس لیے کہ ہمارے ہاں پانی کی کمی بھی ہے اور جب ہمارے ہاں پانی زیادہ ہو جاتا ہے تو اس کو ہم سنبھال بھی نہیں سکتے اور وہ ہمارے لیے تباہی کا باعث بنتا ہے۔ اس کے لیے ڈیمز بنانا بے حد ضروری ہے۔ جہاں جہاں ضرورت ہو چھوٹے یا بڑے ڈیمز ہمیں بنانے چاہیں۔ Water and Power Committee میں ہمیں بتایا جاتا ہے کہ ڈیمز بن رہے ہیں لیکن جب سے ہم آئے ہیں، جو کام کی رفتار ہے وہ انتہائی سست روی سے جاری ہے۔ اس سے اچھائی کی امید بہت جلد نظر نہیں آتی۔

جناب چیئرمین! ہمارا D.G. Khan کا علاقہ ہے، کوہ سلیمان کے علاقے میں جب بارشوں کا سلسلہ ہوتا ہے تو رود کوہیاں آتی ہیں اور اس پانی کے راستے میں آنے والے تمام گھر، علاقے، مویشی اور جاندار سب بہہ جاتے ہیں اور نہ صرف بہت زیادہ نہ جانی نقصان ہوتا ہے بلکہ لوگوں کی زمینیں اور پیداوار ہر چیز تہس نہس ہو جاتی ہے۔ وہاں پر اگر ڈیمز بنا دیے جائیں تو وہ پانی لوگ کاشت کے لیے بھی استعمال کر سکتے ہیں اور اس کو پینے کے لیے بھی استعمال کر سکتے ہیں کیونکہ وہاں پر جو پینے کا پانی ہے وہ زیر زمین کڑوا ہے تو لوگوں کے لیے وہاں پر پینے کا پانی بھی حاصل ہو جائے گا اور وہ پانی ذخیرہ کر کے ہم اپنی کاشت کے لیے بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ اس قرارداد کو بہت پرزور طریقے سے یہاں سے پاس کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی، عبدالرؤف صاحب۔

سینیٹر عبدالرؤف: شکریہ، جناب چیئرمین! جیسا کہ یہاں پر معزز اراکین نے پہلے بھی یہ بات کہی اور ہم بھی اس ایوان میں خصوصاً پشتون بلوچ مشترکہ صوبے بلوچستان میں پانی کی کمی کے حوالے سے ہمیشہ بولتے رہے ہیں۔ سب سے سنگین مسئلہ جو اس ملک میں پانی کا درپیش ہے وہ ہمارے صوبے کو درپیش ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ بات بار بار دہرا رہا ہوں کہ گزشتہ 66 سالوں میں اس صوبے میں پانی کو restore کرنے کے لیے کوئی ایسا خاطر خواہ منصوبہ نہیں بنایا گیا۔ پہلے جو پانی agriculture purpose کے لیے استعمال ہو رہا تھا، اس کی سطح کوئی 120 or 125 feet نیچے تھی لیکن وہ اب گیارہ، بارہ سو فٹ تک نیچے چلا گیا ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب ہم مطالبہ کرتے ہیں تو ہماری بات نہیں مانی جاتی۔ یہاں پر ہمارے ایک بزرگ حمزہ صاحب نے ایک بات کہی، اب اس مردہ گھوڑے کے بارے میں ہم کبھی کبھار آواز ایوانوں میں اٹھالیتے ہیں، کالا باغ کو اب چھوڑیں۔ ہم جو dams مانگ رہے ہیں وہ آپ ہمیں بنانے نہیں دیتے۔ ہمارے یہاں پر بہت سے سینیئر پارلیمنٹیرینز بیٹھے ہوئے ہیں، وہ وہاں پر گئے بھی ہوں گے۔ آپ صرف دریائے ژوب کو لے لیں، ہم بار بار یہاں یہ کہتے ہیں کہ وہاں پر چار ایسے بڑے مقامات ہیں جہاں پر لاکھوں کیوسک پانی store کیا جا سکتا ہے اور ان سے چھوٹی چھوٹی نہریں نکال کر ہماری زمینیں سیراب ہو سکتی ہیں۔ تین صوبائی اسمبلیوں نے اس ضمن میں قراردادیں پاس کی ہیں۔ بلوچستان، پختونخوا اور سندھ تینوں صوبائی اسمبلیوں نے ایک بار نہیں بلکہ تین بار متفقہ طور پر قرار دادیں پاس کی ہیں کہ کالا باغ کی بات آپ

چھوڑیں کیوں کہ اس پر ہمارے تمام صوبے متفق نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ ہم لاکھوں جگہوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں جہاں dams بن سکتے ہیں۔ میں یہ بات وثوق سے کہتا ہوں کہ کوئٹہ کے لوگ پانی کی وجہ سے وہاں سے migration کریں گے۔ ابھی بھی لوگ migrate کر رہے ہیں۔ یہ صورتحال ڈسٹرکٹ پشین اور لورالائی کی ہے۔

جناب چیئرمین! ہم اس ایوان کی وساطت سے موجودہ حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ ہمارے صوبے کی طرف توجہ دی جائے، وہاں پر ایسے مقامات ہیں جہاں پر dams بن سکتے ہیں۔ ہمارے ہاں سعید حمید ندی ہے جہاں سے ہزاروں کیوسک بارش کا پانی بہہ کر ایران کی ریت میں گم ہو جاتا ہے۔ ہم آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں وہاں پر dams بنا کر دیں کیوں کہ وہاں پر کئی dams بن سکتے ہیں لیکن ہماری کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ یہاں پر تو مخصوص مفادات کے حوالے سے کچھ لوگ اپنے agriculture کے purpose کو حاصل کرنے کے لیے بات کرتے ہیں لیکن ملکی مفاد کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! جو صوبہ پانی کی وجہ سے زیادہ مسائل کا شکار ہے جب اس کے بارے میں یہاں بات نہیں کی جاتی تو پھر ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے صوبے کے ساتھ جو امتیازی سلوک کیا جا رہا ہے اسے اب ختم ہونا چاہیے۔ ہمارے ہاں لوگوں کے لاکھوں پھل دار درخت کاٹے گئے ہیں اور وہاں کے زمیندار نان نفقہ کو ترس رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ہماری کوئی بات سنی نہیں جا رہی۔ اگر ہماری بات نہ سنی گئی تو ہمارے عوام دلبرداشتہ ہوں گے۔ پہلے ہی ہمارے صوبے میں law and order کی صورتحال اچھی نہیں ہے۔ بہرحال ہم یہ نہیں چاہتے کہ جو لوگ جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں اور پارلیمنٹ کے ذریعے تبدیلی لانا چاہتے ہیں، حقوق کی بات کرتے ہیں، خدا نہ کرے کہ وہ بھی اپنے مقصد میں ناکام ہوں اور ہماری امن و امان کی صورتحال مزید الجھ جائے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Now I put the resolution before the House. It has been moved that this House recommends that the Government may take immediate steps for the construction of new water reservoirs in order to meet the shortage of water in the country.

(The resolution was adopted unanimously)

Mr. Chairman: Consequently, the resolution is passed unanimously. Raja *sahib*, we should not confine this House to only

passing of the resolution. I am sending this resolution to the concerned Division under Rule 143. We would be seeking report from the concerned Division within two months and that report would be presented before this House. Thank you.

Now we move on to next Item No.6 stands in the name of Mr. Farhatullah Babar. Please move the resolution.

The Names of the Judges of the Superior Courts Having Dual Nationality

Senator Farhatullah Babar: Thank you Mr. Chairman, I beg to move the following resolution:-

> "This House recommends to the Government to publish the names of those judges of the superior judiciary who have dual nationality."

Mr. Chairman: Would you like to speak on it? Right. Raja *sahib*, would somebody from the Government want to respond on it?

پہلے فرحت اللہ بابر صاحب بات کرلیں پھر آپ respond کرلیں۔ جی فرحت اللہ بابر صاحب۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! جیسا کہ ہاؤس کے علم میں ہے کہ دوہری شہریت کا معاملہ خواہ وہ civil servants ہوں یا ممبران پارلیمان ہوں یا ان کا تعلق افواج سے ہو گزشتہ ڈیڑھ سال سے اس کی بازگشت سنائی دے رہی ہے۔ اسی ایوان میں جناب چیئرمین! گزشتہ سال اگست سے، اس کو اب تقریباً 16 مہینوں سے زیادہ عرصہ ہو گیا، ایک سوال پوچھا گیا تھا کہ کیا ہماری superior judiciary میں dual national judges ہیں یا نہیں، اگر ہیں تو ان کے نام شائع کردیے جائیں۔ وزارت قانون سے اس کا جواب آیا تھا کہ وزارت قانون کے پاس یہ information نہیں ہے اور ہم تمام متعلقہ superior courts سے یہ ان information collect کر کے دیں گے۔ اس کے بعد عدالتوں سے ان کے رجسٹرار کی طرف سے جو جواب آیا وہ یہ تھا کہ آئین پاکستان کی رو سے، قانون کی رو سے اور conduct judges کے rules کے حوالے سے کوئی ایسی پابندی اور ممانعت

نہیں ہے کہ dual national اعلیٰ عدلیہ کا رکن نہیں بن سکتا، اس سوال کا جواب نہیں دیا گیا کہ کیا کوئی معزز محترم جج دوہری شہریت کا حامل ہے یا نہیں بلکہ یہ کہا گیا کہ آئین و قانون میں اس کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہ سوال دوبارہ اٹھایا گیا اور تیسری بار بھی اٹھایا گیا لیکن جناب چیئرمین! ہر بار بجائے اس کے کہ براہ راست جواب دیا جاتا کہ ہاں Mr. A dual national ہے یا Mr. B dual national ہے یا کوئی بھی نہیں ہے۔ یہ سیدھا سادہ جواب دیا جا سکتا تھا کہ کوئی dual national judge نہیں ہے اور اگر کوئی ہے تو بتا دیں کہ Mr. A dual national ہے لیکن پابندی نہیں ہے ان میں سے کچھ ممبران پارلیمان کو جیل بھی بھیجا گیا۔ اسی طرح سوال پوچھا گیا کہ کیا افواج پاکستان کے کچھ لوگ dual nationals ہیں، وہاں بھی قانون اور آئین کی رو سے ان پر پابندی نہیں، کوئی پابندی نہیں لیکن یہی اس ایوان میں بتایا گیا کہ رولز کے حساب سے، رولز ایسے ہیں کہ کوئی شخص افواج پاکستان میں ملازمت نہیں کرسکتا۔ Although the Constitution does not lay a specific bar on any person of dual nationality to also serve in the armed forces. اسی طرح جناب چیئرمین! اس ایوان میں سوال پوچھا گیا کہ what about the civil servants کیا ان کی dual nationality پر کوئی bar ہے تو اس کا بھی جواب یہی آیا کہ under the rules جو civil servants ہیں اگرچہ آئین اور قانون میں کوئی پابندی نہیں ہے لیکن civil servants rules کے تحت یہ کہا گیا ہے کہ کوئی civil service میں جب بھرتی ہوگا تو وہ سروس سے متعلقہ اکیڈمی میں ٹریننگ پر جانے سے پہلے اپنی dual nationality سے دستبردار ہوگا۔

Mr. Chairman, meaning thereby that although there is no restriction under the law and the Constitution on anyone holding dual nationality to be a member of the armed forces, to be a member of the Civil Service but the relevant rules of the Civil Service and the Defence Services ban a dual national to be a member of those services. This is a very important point.

ابھی تھوڑی دیر پہلے اسی ہاؤس میں تقریباً چالیس منٹ پہلے الیاس بلور صاحب کا جو بل ہے کہ dual national کی promotion grade 19 سے 20 میں نہیں ہوسکتی، یہ قانون پہلی بار اس ہاؤس نے

پاس کیا ہے۔ اس سے پہلے قانون نہیں تھا۔ اس سے پہلے under the rules اکیڈمی میں جاتے وقت آپ کو اپنی dual nationality surrender کرنی پڑتی تھی، so this is the picture.

Now Mr. Chairman, why do I insist that we should know if there are honourable judges who hold dual nationality, why this is very important question and I come to this issue and very briefly touch upon this?

جناب چیئرمین! ہمارے انتہائی محترم جج صاحبان کو آئین کے تحت یہ اختیار ہے کہ وہ آئین کی تشریح کرتے ہیں اور سپریم کورٹ کے level پر جا کر ان کی تشریح آئین کہلاتا ہے۔ Regardless of what the written text of the Constitution says اور آپ نے دیکھا ہے کہ کئی بار یہ سوال اٹھا ہے کہ آئین کے الفاظ تو یہ ہیں لیکن اس کی تشریح کسی ایسے انداز میں ہو گئی ہے جو بادی النظر میں، یہ نظر آتا تھا کہ شاید یہ آئین کی روح اور آئین کے اندر جو الفاظ ہیں اس سے تجاوز ہے اس کے باوجود پوری قوم نے عدلیہ کا فیصلہ مانا ہے، ہم مانتے ہیں کہ یہ اختیار، یہ prerogative, یہ privilege صرف عدلیہ کا ہے۔ عدلیہ آئین کی تشریح کرتی ہے اور آئین پاکستان کی adherence لازم قرار دیتی ہے۔ اسی اصول کو ہمارے جج صاحبان نے استعمال کرتے ہوئے، آئین کی بالادستی کو مد نظر رکھتے ہوئے، آئین کی بالادستی اور پاکستان کے آئین کا احترام کرتے ہوئے، بقول ان کے ایک منتخب وزیراعظم کو گھر بھیج دیا گیا۔

جناب چیئرمین! اسی آئین کی تشریح کرتے ہوئے انہوں نے آپ کے جو parallel House ہے، نیشنل اسمبلی اس کی سپیکر کی ruling کو overturn کر دیا، یہ ان کی آئین کی تشریح ہی تھی۔ یہی ان کی آئین کی تشریح تھی، درجنوں کے قریب جو ہمارے law makers تھے جنہوں نے غلط affidavit دیا تھا ان کا پیچھا کر کے ان کو نہ صرف پارلیمان کی رکنیت سے محروم کر دیا بلکہ ان کو جیل بھی بھیجا۔ اب جناب چیئرمین! اگر خدانخواستہ کوئی جج ایسا بھی ہو جو dual national ہو، what would it mean? It would mean کہ اس جج صاحب نے پاکستان کے آئین کے تحفظ کا حلف تو اٹھایا ہے لیکن اگر وہ dual national ہے اور اگر وہ کینیڈین نیشنل ہے، برطانوی نیشنل ہے، امریکی نیشنل ہے تو پھر اس نے لازماً اس ملک کے آئین سے وفاداری کا حلف بھی اٹھایا ہوگا۔

Now speaking just theoretically, I do not insinuate that any judge is holding British nationality, I do not want to say that any

judge is a Canadian national but speaking theoretically because the answer that we have received in this House saying that there is no bar on a dual national to become a judge, it means that well there may be judges holding dual nationality.

اب جناب چیئر مین! اگر کوئی جج صاحب ایسا ہو جس نے آئین پاکستان سے تو یقیناً وفاداری کا حلف لیا ہے، یہ تو آئین میں ہے کہ جج بننے سے پہلے وہ حلف اٹھاتے ہیں لیکن اگر اسی جج صاحب نے ملکہ برطانیہ سے بھی وفاداری کا حلف لیا ہو، اگر اسی جج نے کینیڈین آئین سے وفاداری کا حلف اٹھایا ہو اور امریکہ کے آئین سے بھی وفاداری کا حلف اٹھایا ہو تو پھر ایک بڑا سوال پیدا ہو گا کہ ایک ایسا جج جس نے کسی اور ملک کے آئین سے وفاداری کا حلف لیا ہو، وہ مجھے یا پاکستان کے کسی دوسرے شہری کو، کسی ادارے کو یہ کہے کہ تم پاکستان کے آئین سے وفاداری نہیں کر رہے، تم پاکستان کے آئین کی پاسداری نہیں کر رہے، اس لیے تمہیں یہ سزا دی جاتی ہے ایسے جج کی کیا justification ہو گی۔ جناب چیئر مین! یہ ایک fundamental سوال ہے اور یہ سوال اس وقت تک ان ایوانوں میں گونجے گا، یہ سوال اس وقت تک لوگ پوچھیں گے۔

The question will never die down, it will continue to be raised, it will continue to be asked, today, tomorrow, day after tomorrow and even in a distant age and clime the question will reverberate, the echoes of this question will never die down because this question is pregnant with so many other possibilities, the question is pregnant with the possibility that there may be judges, honourable judges who hold dual nationality and yet they are not fore coming to declare that they do not have dual nationality.

جناب چیئر مین! جب ہمیں گزشتہ سولہ مہینوں میں مسلسل ناکامی ہوئی کہ ہم یہ معلوم کر سکیں محترم عدلیہ کے جج صاحبان سے کہ آپ ہی ہمیں بتاؤ کہ dual national ہیں یا نہیں ہیں۔ کم از کم یہی بتا دو کہ کوئی نہیں ہے that is good enough یا یہ بتا دو کہ ایک یا دو ہیں، اور ان پر پابندی نہیں ہے that is also good enough لیکن جواب نہیں بتاتے ہو اور جب سینیٹ آف پاکستان آپ سے تین بار request کرتا ہے، قومی اسمبلی آپ سے request کرتی ہے، تو پھر یہ سوال کبھی نہیں دبے گا، یہ سوال بار بار اٹھے گا، بار بار پوچھا جائے گا اور پھر مجبور ہو کر میں یہ

resolution پیش کر رہا ہوں۔ ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ چونکہ ہمارے پاس تو جواب blank آیا ہے، اب آپ بتائیں کہ اگر کوئی dual national ہے تو ان کے نام چھاپ دیں۔ اگر نہیں ہیں تو یہی کہہ دو کہ ہاں ہماری اطلاع کے مطابق کوئی dual national نہیں ہے۔

That will put the matter to rest. No more further discussion on that. Thank you.

Mr. Chairman: Raja *sahib*, there are three things now that are to be determined. Who notifies the judges of the Superior Judiciary? Is the Ministry of Law? In advance stage the Election Commission asked the Senate Secretariat to furnish the information regarding the dual nationality of the Senators but the Election Commission itself maintains that the function of the Secretariat starts when they notify a Senator and we give oath to him. Before that everything is with the Election Commission. Similarly, before taking their oath as judges of the superior judiciary they are notified by the Ministry of Law.

پہلی بات تو یہ ہے۔ جیسے یہ جواب ہے we have gone through that answer
جو انہوں نے پہلے بھی دیا کہ جی وہ dual nationality کی پابندی ان پر لاگو نہیں ہے۔ میرا ایک سوال
ہے Law Minister آکر I would like to listen from the Treasury Benches,
کوئی بات کرتا ہے، is such information affects the independence of
judiciary? If so, in what manner? یہ information furnish کرنے سے اگر آزاد عدلیہ
متاثر ہوتی ہے تو کس طرح متاثر ہوتی ہے؟ Secondly, is this a classified information
under our law which exists in Pakistan کہ کسی public servant یا civil
servant کی information نہ دی جا سکے یا کسی جج کے بارے میں information نہ دی جا سکے۔
اگر تو قانون کے مطابق it is a classified information then the Senators cannot ask for it and if it is not classified and certainly if both the Houses are asking for it, then the Ministry of Law should furnish all these informations. اس کے بارے میں آپ ذرا پوچھ لیں۔ جب تک سعید غنی صاحب بات کر لیتے ہیں۔

سینیٹر سعید غنی: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! ایک تذکرہ بابر صاحب نے نہیں کیا وہ یہ کہ ایک سوال اور بھی پوچھا گیا تھا جو یہ تھا کہ پچھلا کوئی عرصہ بتایا گیا ہے کہ پچھلے پانچ سال، آٹھ سال میں یا چھ سال میں، اعلیٰ عدالتوں نے کتنے *suo motu* notices لیے ہیں۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، اس کا جواب بھی یہی آیا تھا کہ ہم آپ کو بتانے کے پابند نہیں ہیں۔ جو چیز وہ روزانہ صبح وشام (XXX)* suo motu notices لیتے ہیں، ہر آدمی کو اپنی عدالت میں کھڑا کرتے ہیں----

جناب چیئرمین: یہ (XXX) والی بات ٹھیک نہیں ہے۔

Let us not talk. This is not a proper word. That should be expunged.

سینیٹر سعید غنی: جناب والا! میں یہ لفظ واپس لے لیتا ہوں۔ اچھا، وہاں جو لوگوں کو بلاتے ہیں، جس طرح لوگوں کی تذلیل کرتے ہیں، اب اگر یہ بھی قابل برداشت نہیں ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں، ان کی تفصیل بھی نہیں بتائی گئی کہ عدالتوں نے کتنے *suo motu* notices لیے ہیں اور پوچھ کون رہا تھا؟ پارلیمنٹ پوچھ رہی تھی۔ ابھی آپ نے خود بیان فرمایا کہ اگر کسی قانون کے تحت یہ information classified ہیں تو بتایا جائے لیکن ابھی میرے سامنے آئین کا Article 19(a) ہے، جو right to information سے متعلق ہے، جو کہتا ہے،

“Every citizen shall have the right to have access to information in all matters of public importance subject to regulation and reasonable restrictions imposed by the law.”

میرے خیال میں judges کے متعلق یہ پوچھنا کہ dual national ہیں یا نہیں ہیں، اس پر کوئی restrictions نہیں ہیں اور وہ جو سوال پوچھا گیا تھا، اس میں High Courts کے متعلق بھی بات تھی، سپریم کورٹ کے متعلق بھی بات تھی اور شریعت کورٹ کے متعلق بھی بات تھی۔ شریعت کورٹ نے واضح جواب دیا، انہوں نے سینیٹ میں بھی جواب دیا اور قومی اسمبلی میں بھی جواب دیا کہ ہمارے پاس کوئی judge dual national نہیں ہے۔ یہی ایک line کا جواب ہر ہائی کورٹ سے بھی آسکتا تھا اور سپریم کورٹ سے بھی آسکتا تھا۔ جس قسم کا رویہ اور جس قسم کا جواب

---

* XXX *[Word Expunged by the orders of the Chairman.]*

یہاں پر آرہا ہے، اس سے مجھے تو یہ لگتا ہے کہ اللہ کے فضل سے کافی سارے judges dual national ہیں۔ جس طرح کا وہ تاثر دے رہے ہیں۔ اگر وہ dual national ہیں تو پھر جو بابر صاحب نے باتیں کی ہیں، میں ان کو دہرانا نہیں چاہتا۔ یہ بڑی ایک serious بات ہوگی اور اس میں ہمیں دیکھنا چاہیے کہ کیا dual national judges بھی ہونے چاہییں یا نہیں لیکن بات یہیں تک محدود نہیں ہے۔ چیئرمین صاحب! Public Accounts Committee میں جب چوہدری نثار علی خان صاحب اس کے چیئرمین تھے، وہاں بلایا گیا لیکن سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کو نہیں بلایا گیا، سپریم کورٹ کے کسی جج کو نہیں بلایا گیا بلکہ وہاں پر رجسٹرار کو بلایا گیا کہ جس طرح تمام ادارے وہاں پر آتے ہیں مہربانی کریں آپ بھی وہاں آجائیے اور اس میں یہ بھی نہیں کہا گیا کہ آپ لوگ کوئی پیسے کھا گئے ہیں۔ اس میں ان پر کوئی کرپشن کا، کوئی بددیانتی کا الزام نہیں تھا۔ Routine میں تمام ادارے وہاں آتے ہیں، اپنے accounts دیتے ہیں اور اس کے بعد PAC ان کو OK کر دیتی ہے لیکن وہ PAC میں نہیں آئے اور جب PAC نے ان کو متعدد خطوط لکھے تو interestingly Supreme Court کے تمام judges بیٹھ کر یہ طے کرتے ہیں، وہ کوئی عدالتی فیصلہ نہیں ہے، انہوں نے ایک administrative فیصلہ کیا، تمام judges بیٹھتے ہیں اور ایک detailed خط لکھ دیتے ہیں، جس میں انہوں نے بہت ساری چیزوں کا حوالہ دیا جس میں آئین کا بھی حوالہ دیا کہ جناب! آئین کے اس Article کے تحت ہم تو نہیں آسکتے اور آپ سپریم کورٹ کے رجسٹرار کو نہیں بلاسکتے۔ ایک رجسٹرار کی پیشی روکنے کے لیے judges 16, 17 نے بیٹھ کر وہ تفصیلی خط جاری کیا اور یہ PAC میں پہلی مرتبہ نہیں آرہے تھے، اس سے پہلے مختلف اوقات میں، مختلف ادوار میں رجسٹرار سپریم کورٹ PAC کے سامنے آتے رہے ہیں۔ اگر پہلے آتے رہے ہیں، اپنا record پیش کرتے رہے ہیں تو اس مرتبہ کیوں نہیں آرہے ہیں۔ پھر مجھے یہ لگتا ہے کہ اس میں کوئی گڑبڑ ہوگی جس کی وجہ سے نہیں آرہے ہیں۔ اگر گڑبڑ نہیں ہوتی تو آنے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہیے تھا لیکن وہ نہیں آئے۔ پھر ابھی اسلام آباد ہائی کورٹ کے judges کی seniority کا issue ہو گیا تھا کہ جی ایک صاحب کو چیف جسٹس، اسلام آباد ہائی کورٹ لگانا تھا لیکن دوسرے نے reference بھیج دیا صدر صاحب کو کہ جناب میں senior ہوں، کیونکہ ان کی عمر کا کوئی مسئلہ ہوتا ہے، پتا نہیں وہ کس طرح کرتے ہیں۔ بہرحال انہوں نے reference صدر صاحب کو بھیج دیا۔ اس پر بھی انہوں نے کہا کہ جی نہیں، جو ہم نے کر دیا وہی ٹھیک ہے۔ آپ کچھ نہ کریں۔

اس کے بعد ایک اور بات ہوئی کہ ایک سپریم کورٹ کا فیصلہ آتا ہے کہ جی اتنے judges کو فارغ کرو، جو مشہور ہوگئے کہ وہ PCO Judges ہیں حالانکہ وہ بے چارے PCO Judges نہیں تھے۔ PCO Judges تو وہ تھے جو بیٹھے رہے۔ ان judges کا جرم یہ تھا کہ اس دور میں وہ آئے جب چوہدری افتخار صاحب چیف جسٹس نہیں تھے۔

(اس موقع پر ایوان میں مغرب کی اذان سنائی دی)

جناب چیئرمین: سعید غنی صاحب، نماز کا وقفہ کر لیں؟

سینیٹر سعید غنی: میں ایک منٹ میں ختم کر لوں گا۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ سپریم کورٹ نے Summary Court کی ایک judgment کو آگے بڑھاتے ہوئے 120 کے قریب judges فارغ کر دیے۔ آئین کے Article 209 میں طریقہ کار درج ہے کہ judges کو کس طرح فارغ کیا جا سکتا ہے اور اس میں لکھا ہے کہ judges کو نکالنے کا اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے لیکن سپریم کورٹ نے judgment دی اور pressurize کر کے وہ judges فارغ کروائے۔

جناب چیئرمین: آپ nationality والے issue پر آجائیں۔

سینیٹر سعید غنی: جناب! یہ مثالیں ثابت کرنے کے لیے ہیں کہ وہ کیوں نہیں دینا چاہتے، یہ ان میں سے کچھ cases ہیں۔ جناب! بات یہ ہے کہ جنرل مشرف نے جب افتخار چوہدری کو نکالا تو ہم سب سڑکوں پر اس لیے آگئے کہ اگر افتخار چوہدری کو نکالنا ہے تو Article 209 follow کرنا چاہیے لیکن اس نے ایک order جاری کر کے اس کو فارغ کر دیا۔ افتخار چوہدری اس لیے کہ مجھے Article 209 کے تحت فارغ نہیں کیا گیا اپنی پوری جدوجہد کرتا رہا اور تحریک چلاتا رہا۔ دوسری طرف خود ایک order جاری کر کے 120 judges کو بغیر الزام لگائے نکال دیا۔

Mr. Chairman: Saeed Ghani *sahib*, again I am asking you, requesting you to kindly confine yourself to this resolution.

سینیٹر سعید غنی: جناب! میں صرف دو، چار----

جناب چیئرمین: اگر آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو bring another motion for that. آپ بے شک اس کے لیے ایک اور motion لے آئیں لیکن اس وقت آپ اسی پر بات کریں۔

سینیٹر سعید غنی: میں اسی پر آرہا ہوں۔ جناب! بنیادی چیز یہ ہے کہ میں یہاں پر کچھ مثالیں دینا چاہ رہا تھا۔ سپریم کورٹ کے ہمارے محترم جج صاحبان انتہائی قابل احترام ہیں، اب تو اور زیادہ قابل احترام ہو گئے ہیں کیونکہ وہ صاحب چلے گئے ہیں۔ وہ parliamentarians کو جس قسم کی treatment دے رہے تھے۔۔۔۔اور دوسری یہ توقع کی جاتی ہے کہ ہم ان کا بہت عزت و احترام کریں گے اور ہمیں Article 68 اور نہ جانے کیا کیا پڑھاتے ہیں۔ اگر آپ parliamentarians کو اس طرح treat کریں گے اور توقع یہ کریں گے کہ ہم آپ کے مزارعے بن کر رہیں گے اور ہماری زبان بندی ہو جائے گی، اگر آپ لوگوں سے خوف و دہشت کے ذریعے اپنی عزت کروانا چاہتے ہیں تو وہ ممکن نہیں ہے۔ بہتر طریقہ یہ ہے اور یہ ہمارا حق ہے کہ ہم ان سے اطلاعات حاصل کریں۔ اگر ہمیں ہمارا حق نہیں دیں گے تو پھر لامحالہ ہماری زبان سے ایسی باتیں نکلیں گی جو ان کو بری لگتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اب اللہ کرے گا کہ عدالتوں کی عزت و وقار بحال ہو جائے گا۔ ہمیں تفصیلات ملنی چاہییں۔

Mr. Chairman: Thank you. The proceedings are suspended for 15 minutes for *Maghrib* prayers.

[The House was then adjourned for Maghrib prayers]

(اجلاس وقفہ نماز مغرب کے بعد زیر صدارت جناب چیئرمین (سید نیر حسین بخاری) دوبارہ شروع ہوا)

جناب چیئرمین: جناب حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: محترم چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں۔ جناب فرحت اللہ بابر صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے، مجھے اس میں کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ اس کو پورا ایوان support نہ کرے کیونکہ ماضی میں اس قسم کے سوالات سینیٹ میں پیش کئے گئے تو اس وقت ادھر بیٹھے ہوئے میرے دوست ادھر بیٹھتے تھے اور وہ بھی ان سوالات کے جوابات کے انتظار میں ہوتے تھے۔

جناب چیئرمین! کچھ عرصہ پہلے اسی ایوان میں Civil Servants Act, 1973 میں ترمیم ہماری پارٹی کی جانب سے پیش ہوئی۔ میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے چوبیسویں ترمیم اس حوالے سے جمع کرائی ہوئی تھی، تمام Civil Servants, Judges, Generals خود مختار اور

نیم خود مختار اداروں کے سر براہوں کے متعلق اس amendment میں یہ تھا کہ ان کے پاس دوہری شہریت نہیں ہونی چاہئیے۔ Atomic Energy کے سر براہ کے پاس اگر دوہری شہریت ہو، State Bank of Pakistan کے کسی سر براہ کے پاس اگر دوہری شہریت ہو اور اسی طرح بہت سارے ادارے ہیں، NADRA کا سر براہ اگر واقعی دوہری شہریت رکھتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی خطرناک بات ہے کیونکہ ان کے پاس تمام پاکستانیوں کا record and information ہے، ان کے پتے ہیں، ان کے numbers ہیں اور ان کے votes list کی detail ہے۔ اسی طرح Chief Election Commissioner, Member of Election Commission and Judges ہیں، اگر ان کے پاس بھی دوہری شہریت ہوئی تو پھر یہ انصاف نہ کر سکیں گے۔ Generals نے لڑنا ہوتا ہے اور یہ پاکستان کی افواج نے وضاحت کی ہے، فرحت اللہ بابر صاحب نے بھی بتایا ہے کہ شاید وہ فوج میں شمولیت کے وقت اس بات کا اعلان کرتے ہیں اگرچہ آئین اور قانون میں نہیں ہے، یہ ان کے rules کے مطابق ہے۔ بہرحال میری جو amendment تھی، وہ ان تمام لوگوں کا احاطہ کرتی تھی۔ بد قسمتی سے وہ amendment کمیٹی میں گئی، مجھے یاد ہے کہ اس کو MQM والوں نے بھی support کیا تھا، جناب غوری صاحب کے ساتھ ہماری تفصیلی meetings ہوئی تھیں۔

جناب چیئرمین! اس میں کیا حرج ہے کہ جب Parliamentarians پر یہ پر آئینی پابندی ہے کہ ان کی دوہری شہریت نہ ہو تو Judges اور دوسرے اعلیٰ عہدیداروں پر اس قسم کی پابندی کیوں نہ ہو؟ میں سمجھتا ہوں کہ چوہدری افتخار صاحب نے بہت سارے suo moto actions لئے تھے تو ایک یہ بھی لے لیتے، کم از کم شراب کی دو بوتلوں سے اس مسئلے پر بات کرنا اور عدالت کا وقت صرف کرنے سے زیادہ بہتر ہوتا کہ ہم آج اس موضوع پر بات ہی نہ کرتے کہ عدالت نے خود اپنے متعلق فیصلہ کر لیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اور فرحت اللہ بابر صاحب کی بات کو support کرتا ہوں۔ تھوڑی سی جرات شیروں میں بھی آجائے کیونکہ جب ادھر بیٹھے ہوتے تھے تو خوب دھاڑتے تھے اور support کرتے تھے۔ اب خدا کرے کہ شیر ذرا ببر شیر بن جائے اور اس قرارداد کو support کرے۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ حافظ حمد اللہ صاحب۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! کافی عرصہ پہلے بھی جب گزشتہ حکومت میں دہری شہریت کی بات آئی تو اس وقت بھی جمعیت العلماء اسلام کا موقف یہی تھا کہ دہری شہریت کی ہم کسی صورت میں حمایت نہیں کرسکتے۔آج فرحت اللہ بابر صاحب نے جو قرار داد پیش کی ہے تو جمعیت العلماء اسلام ایک ذمہ دار کی حیثیت سے اس کی بھر پور حمایت کرے گی۔

(تالیاں بجائی گئیں)

سینیٹر حافظ حمد اللہ: جنا ب فرحت اللہ بابر صاحب نے اس کے پس منظر میں جو دلائل دیے اور مختلف اراکین نے اظہار خیال کیا جن میں حاجی عدیل صاحب وغیرہ ہیں، میرے خیال میں ان تمام دلائل کی روشنی میں اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دہری شہریت کا حامل ایوان بالا کا رکن نہیں بن سکتا، ایوان زیریں کا رکن نہیں بن سکتا کیونکہ سوال ہے وفاداری کا۔ ایک شخص جس نے ایک اہم حیثیت اور منصب کے حامل بحیثیت جج یا چیف جسٹس یا بحیثیت ایک جنرل پاکستان سے وفاداری کا حلف لیا ہےاور وہ دہری شہریت کا حامل شخص ہے اور اس نے دوسرے ملک کی شہریت لی ہے اور اس سے بھی وفاداری کا حلف لیا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ وفادار امریکہ کا ہوگا یا پاکستان کے آئین اور قانون کا وفادار ہوگا؟ کیا اگر اس نے امریکہ کی وفاداری کا حلف لیا ہے تو کیا وہ سچ ہے یا پاکستان کے آئین کی وفاداری کا حلف لیا یہ سچ ہے۔ جھوٹ کیا ہے اور سچ کیا ہے۔اگر آئین صرف اور صرف اراکین پارلیمنٹ کے لیے ہے ، جج اور جرنیل کے لیے نہیں ہے پھر میرے خیال میں ہمارے جتنے بھی سیاستدان یہاں بیٹھے ہیں ان کو یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ آئین سپریم نہیں ہے، یہ ایوان سپریم نہیں ہے۔سپریم عدلیہ ہے یا جی ایچ کیو ہے۔اگر یہ بات ہے تو ہمیں پھر رخصت ہونا چاہیے اور ملک ان کے حوالے کردینا چاہیے لیکن سپریم آئین ہے اور سپریم یہ لوگ ہیں جو لاکھوں ووٹ لے کر یہاں ایوان میں آ کر بیٹھے ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ ان کی عزت کو میڈیا کے ذریعے بھی اچھالا جاتا ہے۔ہم نے کبھی بھی نہیں دیکھا کہ میڈیا نے کسی ریٹائرڈ جرنیل یا حاضر سروس جرنیل کو تنقید کا نشانہ بنایا ہو حالانکہ میڈیا اپنے آپ کو بہت powerful اور آزاد کہتا ہے۔ کیا کبھی انہوں نے حاضر سروس جرنیل کو تنقید کا نشانہ بنایا؟سیاستدانوں کی توہرات(XXX)* کی جاتی ہے۔خواہ وہ وزیراعظم کیوں نہ ہو۔

---

* XXX *[Word Expunged by the orders of the Chairman.]*

سینیٹر حمزہ: حافظ صاحب نے جو (XXX) والا لفظ استعمال کیا تو میری گزارش ہے کہ اس کو حذف کیا جائے۔

Mr. Chairman: These words are expunged. Yes.

سینیٹر حافظ حمد اللہ: بے نقاب کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ زیادہ مناسب بات ہے۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: میری گزارش یہ ہے کہ بے نقاب کا لفظ نہیں ہونا چاہیے۔ حمد اللہ صاحب کو تو نقاب میں ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی شکریہ۔ جی حافظ صاحب۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ: اصل بات یہ ہے کہ ہمارا واسطہ نقاب والوں سے ہے اور جن کا واسطہ بے نقابوں سے ہے ان کے لیے بے نقاب کا لفظ مناسب ہے۔ اس لیے میں گزارش یہ کروں گا کہ اگر وفاداری پہ زد آتی ہے، کیونکہ میری دہری شہریت ہے لہذا میں پارلیمنٹ کا ممبر نہیں بن سکتا تو کیا کسی جج کی وفاداری پہ زد نہیں آسکتی جب کہ وہ dual national ہو۔ اس لیے میں کہتا ہوں یہ آدھا تیتر اور آدھا بٹیر نہیں ہونا چاہیے۔ اگر سیاستدان کی وفاداری تقسیم ہو، آدھا پاکستانی اور اور آدھا برٹش یا امریکن تو میرے لیے یہ ناجائز لیکن اگر جج کے لیے ہو تو پھر یہ اس کے لیے کیوں جائز ہے؟ جرنیل کے لیے کیوں ہے؟ کیا وفاداری کی زد میں وہ نہیں آسکتا ان کی وفاداری مشکوک نہیں ہوتی ہے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ ہم تمام سیاستدان جتنے بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اگر ہم اتفاق اور وحدت سے یہ فیصلہ کریں کہ اگر ہمارے لیے دہری شہریت جرم ہے، گناہ ہے تو جرنیل کے لیے، بیوروکریٹ اور جج کے لیے بھی ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی حمزہ صاحب۔ اچھا، آپ بات نہیں کرنا چاہتے۔ جی پرویز رشید صاحب۔

سینیٹر پرویز رشید (وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات): شکریہ۔ جناب چیئرمین! چونکہ سپریم کورٹ کے رجسٹرار کی طرف سے اس معاملے میں ہمیں معلومات فراہم نہیں کی گئیں اگر آپ مجھے تھوڑا سا وقت دیں اور میں دوبارہ ان سے خط لکھ کر دریافت کرتا ہوں اور دوسرا میں وزارت قانون سے

بھی مشورہ کرتا ہوں کہ اس معاملے میں کون سا راستہ قانون کے تحت اختیار کیا جاسکتا ہے کہ ہم ان معلومات کو حاصل کرسکیں تو میں دوبارہ آپ کے پاس جواب لے کر حاضر ہو جاؤں گا۔شکریہ۔

Mr. Chairman: So, this resolution is not going to be put before the House for vote.

راجہ صاحب! پھر اس کو defer کر دیتے ہیں till the further information.

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: ٹھیک ہے جی۔

Mr. Chairman: Thank you. We move to Item No. 7 Mian Raza Rabbani *Sahib*.

The Increasing Incidents of Rape

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move the following amended resolution:

"The Senate of Pakistan,

> Expresses grave concern and anxiety over the increasing incidents of rape, particularly of minor girls in Pakistan;
>
> Condemns in the strongest possible terms these heinous acts;
>
> Calls upon civil society, intellectuals, Ulema and media to launch a social campaign against the perpetrators of this crime; and
>
> Urges the Federal and Provincial Governments to amend the law to provide severe punishment to those found guilty."

Mr. Chairman: Mian *sahib*, would you like to speak? Is it opposed?

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Sir, it is not opposed as such.

ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک طویل عرصے سے یہ جرائم بڑھتے جارہے ہیں۔ ایسے ایسے گھناؤنے واقعات سامنے آرہے ہیں کہ پوری قوم کے سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ صرف قانون کو سخت یا severe کرنا شاید اس کا علاج نہ ہو۔ جیسے Penal Code میں ایسے بہت سارے laws ہیں جن کی سزائیں بڑھائی گئی ہیں لیکن ان کے incidents میں کمی نہیں آئی۔ اس لیے یہ تجویز مناسب ہے کہ اس کے بارے میں کوئی comprehensive campaign ہو جو پورے ملک میں چلائی جائے اور پھر وہ وجوہات بھی معلوم کی جائیں کہ یہ بیماری کیسے پھیل رہی ہے۔ اس لیے میں اس resolution کی حمایت کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نفسیاتی مرض ہے، جرم سے بھی بڑھ کر جس کو قابو اور control کرنا بہت ضروری ہے۔ اس لیے اس menace کو control کرنا ضروری ہے۔

Mr. Chairman: I now put this resolution before the House.

(The resolution was adopted unanimously)

Mr. Chairman: Next Item is in the name of Mr. Talha Mehmood. He is not present. There is a request from him. Under the rules, if the honourable member is not present, then the item has to be dropped but there is a telephonic request on his behalf to defer this item. Raja *sahib*, what would you like to say regarding Item No. 8.

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: اسے defer ہی کردیں۔

Mr. Chairman: Item No.8 is deferred. Then we move on to the next Item. It is a commenced motion.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میری تجویز ہوگی کہ commenced motion سے پہلے دوسرے motions لے لیے جائیں۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! commenced motion سے پہلے دوسرے motions لے لیے جائیں؟

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: لے لیے جائیں۔

Mr. Chairman: We move on to Item No.10. Haji Mohammad Adeel may move the motion.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: شکریہ جنابِ چیئرمین۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ یہ ایوان اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے ہیڈ کوارٹرز کو کراچی سے اسلام آباد منتقل نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہونے والی صورتحال کو بحث میں لائے۔

Mr. Chairman: We can allocate time for it. Mian *sahib*, it is admitted. We give the opportunity to the Government also to respond to it.

اگلی تاریخ پر یہ motion, commenced business پر آجائے گی۔ آج آپ کی یہ motion move ہو گئی ہے۔ شکریہ۔

We move back to the commenced business now. Item No. 9.

سینیٹر سعید غنی: جناب! میری بھی ایک motion ہے۔

جناب چیئرمین: ایک موقع پر ایک ہی motion, for discussion admit ہو سکتی ہے۔ جب تک اس پر بحث complete نہیں ہو گی، اگلی motion تو ہم take up نہیں کر سکیں گے۔ It would be a futile exercise کہ ہم اسے admit کر لیں اور پھر اس پر بحث نہ کر سکیں۔ حاجی صاحب والی motion admit ہو گئی ہے، next working day کو اس پر بات ہو جائے گی، اس کے بعد پھر آپ کی take up ہو جائے گی۔

We may now take up Item No.9 regarding further discussion on the following motion moved by Mian Raza Rabbani on 11th December, 2013:

> "This House may discuss the foreign policy of the Government with particular reference to the visit of

the Prime Minister of Pakistan to the United States, the repercussions of the expected reduction of forces in Afghanistan by the US/ISAF in 2014, offer of talks to the Taliban, drone attacks and NATO supply."

Farhatullah Babar *sahib*, allocated time is ten minutes.

Commenced Motion

Further Discussion on Foreign Policy

سینیٹر فرحت اللہ بابر: شکریہ جناب چیئرمین۔ آپ نے مجھے موقع دیا پاکستان کی خارجہ پالیسی، بالخصوص دو areas ایک drone attacks اور دوسرے NATO supply routes کے بارے میں اظہارِ خیال کرنے کا۔ Drone attacks اور NATO supply routes کی بندش کا تعلق میرے صوبے، خیبر پختونخوا سے ہے، اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ چونکہ اس کا براہِ راست تعلق میرے صوبے کے ساتھ ہے، میں خارجہ پالیسی کے اس issue پر بات کروں۔

جناب چیئرمین! ڈرون حملوں کے بارے میں ہماری خارجی پالیسی میں clarity کا فقدان ہے اور ہم تمام سیاسی جماعتیں، حکومت اور حزبِ اختلاف، میں انتہائی ادب اور احترام کے ساتھ کہتا ہوں کہ there is a lack of clarity in our approach towards the issue of drone strikes. This is the best forum, the Parliament of Pakistan to speak about the clarity in these issues. ڈرون حملوں کے بارے میں ایک پراسراریت یقیناً ہے کہ ڈرون حملے حکومتِ پاکستان یا security establishment کے ایما اور ان کی اجازت سے ہورہے ہیں، یہ صورتحال پاکستان کی خودمختاری کے منافی ہے، اس سے militants مزید مضبوط ہوتے ہیں، وغیرہ۔ میں چند تاریخی حقائق آپ کے سامنے رکھوں گا تاکہ ہمارے معزز اراکینِ پارلیمان کو clarity حاصل کرنے میں تھوڑی آسانی ہو۔

جناب چیئرمین! سب سے پہلا پراسرار حملہ 18جون 2004 کو South Waziristan میں ہوا تھا۔ اس وقت ڈرون کا نام نہیں تھا۔ ایک پراسرار حملہ ہوا اور اس حملے میں ایک militant نیک محمد مارا گیا۔ جناب چیئرمین! نیک محمد وہ شخص تھا جس کے ساتھ اس وقت کے پشاور کے Corps Commander نے اس حملے سے پہلے باضابطہ طور پر میٹنگ کی تھی، اس کی تصاویر اخبارات

میں چھپی تھیں اور ایک معاہدہ بھی ہوا تھا جس کے تحت یہ قرار پایا تھا کہ foreign militants کو وہاں سے خارج کر دیا جائے گا۔ جناب والا! اس وقت کسی کے علم میں نہیں تھا کہ نیک محمد کیسے مارا گیا لیکن اگر آپ انہی دنوں کے اخبارات اٹھا کر دیکھیں تو security establishment نے اعلان کیا تھا کہ نیک محمد کو پاکستانی افواج نے ایک کارروائی میں ہلاک کر دیا، fair enough and good enough. The secrecy around the assassination/killing of Naik Muhammad was apparently lifted until ایک صحافی وہاں گیا جہاں یہ حملہ ہوا، اس نے موقع کی تصاویر بنائیں، جو ہتھیار استعمال ہوا، اس کی بھی تصاویر بنائیں، وہ tribal journalist تھا اور ایک غیر ملکی اخباری ایجنسی کے لیے بھی کام کرتا تھا، اس نے وہ تصاویر انہیں بھیج دیں۔ جب editor نے وہ تصویر دیکھی تو اس نے کہا کہ جس missile سے نیک محمد کو مارا گیا ہے یہ hellfire missile ہے اور یہ صرف CIA کے پاس ہے، پاکستان کی strategic security inventory میں یہ hellfire missile نہیں ہے۔ جب یہ خبر اس journalist کے حوالے سے چھپی کہ نیک محمد کو through the use of hellfire مارا گیا

which is not available in the arsenal of Pakistan and which is available only with the CIA, a very serious question arose. Mr. Chairman, within months the journalist disappeared, kidnapped by unknown people, six months after his kidnapping, his dead body was found, later on, his wife was also killed in another attack. The family left the area and they are now settled in Peshawar but the point I was to make is

کہ پہلا پراسرار حملہ 18 جون 2004 کو ہوا جس کے بارے میں اس وقت حکومتِ پاکستان نے، security establishment نے برملا کہا کہ یہ حملہ اور کارروائی افواجِ پاکستان کی تھی and we have neutralized Naik Muhammad. اس وقت کا یہ دعویٰ موجود ہے۔ بعد میں ثابت ہوا کہ 18 جون 2004 والا یہ حملہ ڈرون حملہ تھا۔

So the first indication given by the security establishment of the Government of Pakistan was in June, 2004 that without naming that it was drone strike, we owned it. The security establishment and

the Government of Pakistan owned that strike which killed Naik Muhammad in June, 2004.

جناب چیئرمین! اس کے بعد ایک اور حملہ 8 اگست 2009 میں ہوتا ہے جس میں بیت اللہ محسود مارا جاتا ہے۔ جناب والا! میں صرف ان واقعات کی نشاندہی کر رہا ہوں so that we can connect that links together and draw a picture and through that picture we try to acquire greater clarity in the drone attacks. August, 2009 میں حملہ ہوا جس میں بیت اللہ محسود مارا گیا۔ جناب چیئرمین! آپ نے دیکھا ہوگا کہ امریکی صدر ڈرون حملوں کے بارے میں بات نہیں کرتا، it is their policy. However, August, 2009 میں بیت اللہ محسود کے مارے جانے کے بعد امریکی صدر اوبامہ نے formally بیان دیا which was surprisingly a deviation from their practice, ان کا within quote یہ کہنا تھا کہ

“we took out Baitullah Mehsood in a missile strike by a US Drone, so admitted. We have got the Pakistan Army for the first time fighting in a very aggressive way and that is how we took out Baitullah Mehsood, the top Taliban leader and a close ally of Osama Bin Ladin”.

امریکی صدر کی جانب سے ایک واضح بیان دیا گیا کہ بیت اللہ محسود ڈرون حملے میں مارا گیا اور افواجِ پاکستان ہمارے ساتھ پہلی مرتبہ aggressive طریقے سے تعاون کر رہی ہے اور اسی تعاون کے نتیجے میں that is how Baitullah Mehsood was taken out, this is the second point.

جناب چیئرمین! تیسرا point یہ ہے کہ 8 مارچ 2011 کو 7th Infantry Division کے General Officer Commanding Major General Ghayur Mehmood نے میران شاہ میں میڈیا والوں کو بلایا، ان کے ساتھ گفتگو کی اور گفتگو کا لبِ لباب just one sentence which was quoted by the media with reference to the GOC 7th Infantry Division کا کہنا تھا کہ overwhelming majority of those killed in the drones were Al-Qaeda and TTP fighters. This is the statement before the media persons by the honourable General Officer

Commanding of the 7th Infantry Division اور اس موقع پر ایک کتابچہ بھی تقسیم کیا گیا جس کا title "myths and rumours about US predator strikes" تھا اور اس کتابچے میں یہ واضح کیا گیا تھا کہ predator strikes means drone strikes ان کے بارے میں کچھ myths and rumours ہیں، ہم ان کا ازالہ کرنا چاہتے ہیں، this was the third point.

جناب چیئرمین! 26 مارچ 2009 کو American Senate Committee on Intelligence کی Chairperson Dianne Feinstein formally stated and I quote "drones have been taking off from air bases in Pakistan with the consent and approval of the military authorities", this is what Dianne Feinstein said on the 26th March, 2009. جناب والا! امریکہ کے دورے کے بعد وزیراعظم جناب محمد نواز شریف جب واپس آرہے تھے تو 24 اکتوبر کو برطانیہ میں بی بی سی اور میڈیا سے بات کرتے ہوئے کہا کہ 'یہ معاملہ drones کا نہیں ہے، ہمیں اپنے گھر کو درست کرنا ہوگا'۔

جناب چیئرمین! ایک اور چیز بیان کرنا چاہتا ہوں

in October, 2012, not long ago just 14 months ago the Secretary Defence informed the Defence Committee of the Senate chaired by honourable Mushahid Hussain Syed and I am not disclosing something that has not been made public, when he said this, it was reproduced in the press conference thereafter. It has been reported in the Media but I am just trying to recapitulate so that we juxtapose together on the same canvas all these bits and pieces to draw a picture which is comprehensible.

تو سیکرٹری ڈیفنس نے Defence Committee of the Senate سے کہا

The United States had conducted drone attacks from Shamsi airbase while it was in its use and that the attacks were with the government's approval. This is what has been reported, honourable Mushahid Hussain Syed is the Chairman of that committee.

جناب چیئرمین، جو میں نے picture present کی ہے اس کا مقصد کیا ہے؟ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ ڈرون حملوں کے بارے میں clarity نہیں ہے۔

No one is coming out with the truth about it. Nobody owns the truth about it but if you keep in mind all these incidents that I have narrated given the dates etc. the picture becomes very clear.

جناب چیئرمین: بابر صاحب، conclude کرلیں۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین، اگر مجھے آپ تھوڑا سا time دیں because we are talking on the foreign policy particularly the way in which it impacts on my province. I would request honourable Chairman *Sahib* کہ مجھے تھوڑا سا time دیں because this is absolutely important of course and every other honourable member has important bits to say but I thought that this might help the House in arriving at a clearer picture.

جناب چیئرمین: in time conclude کرنے کی کوشش کریں۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین، اب پشاور، میرے صوبے میں کچھ لوگوں نے ڈرون حملوں کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے سڑکوں پر دھرنا دیا ہے جیسے اس دن حاجی عدیل صاحب نے بھی کہا، میں اس کو repeat نہیں کررہا۔ انہوں نے بڑی تفصیل سے کہا کہ کس طرح ہماری معیشت برباد ہورہی ہے اور مجھے تعجب ہے کہ agitation جو پشاور میں ہورہا ہے اور جو ہوا ہے اس میں پاکستان کے ایک سابق وزیر خارجہ بھی شامل ہیں جو 31 مارچ 2008ء سے لے کر 09 فروری 2011ء تک ہمارے وزیر خارجہ رہے ہیں۔

Mr. Chairman, from March, 2008 to February, 2011 almost three years he was the foreign Minister of Pakistan. The drone attacks took place also in that period. In fact, according to statistics, drone attacks 2004 سے شروع ہوئے، 2008 میں کم تھے، 2009 میں زیادہ ہوگئے تھے اور 2010 میں پھر کم ہوگئے but that honourable gentleman was the Foreign Minister of Pakistan during that critical period of 2008 to 2011. Mr. Chairman, there is not a single voice of his in which he objected or he protested or he did anything to stop the drone attacks. Today, unfortunately he

is in the forefront of blocking the economic and commercial roots of the people of Khyber Pakhtunkhwa.

جناب چیئرمین! ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا اس احتجاج سے ڈرون حملے بند ہوجائیں گے؟ جب سلالہ کا واقعہ ہوا تو Security Establishment کے ایماء پر، ان کے اصرار پر یہ بند ہوگئے تھے۔ سات ماہ تک اس کو بند کیے رکھا۔ معافی کا مطالبہ کیا گیا مگر انہوں نے معافی نہیں مانگی اور ہم نے supply route کھول دیا۔ جناب چیئرمین! اقوام متحدہ کی resolution کے تحت ہم اس بات کے پابند ہیں کہ یہ supply route and ISAf forces جو militants کے خلاف لڑ رہی ہیں، ہم کوئی ایسا کام نہیں کرسکتے جو militants کی مدد کے زمرے میں آتا ہو۔ We are obliged, تو ہم اقوام متحدہ کی قراردادوں کے تحت بھی پابند ہیں، ہم اس وقت stop بھی نہیں کرسکتے although time has now come کہ ڈرون حملے اب taper off ہو رہے ہیں جبکہ امریکہ وہاں سے جارہا ہے، ISAF forces and NATO forces وہاں سے جارہی ہیں۔ میں یہ واضح کردوں کہ ہم ڈرون حملوں کی مخالفت کرتے ہیں

to the extent that they are violative of the sovereignty of Pakistan, to the extent that they encourage the militants to build political narrative which suits them. To that extent, yes, we condemn.

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ڈرون حملوں سے

well-known militants have been taken out. I have got a list of all those people which I would not repeat, which I would not say because it will take time but we got a list of how many well-known militants have been taken out by drone attacks. We should have really built a case that the drone technology should be given to Pakistan.

ہمیں اعتراض تو یہ ہے کہ

drone are flying under US flag and drones are being operated by US personnel and this is just a step short of boots on ground. Imagine, Mr. Chairman, what will happen, God forbid, if the matter goes that far that there are boots on ground, we cannot tolerate

that, we will not tolerate that. We do not condone down the drones. But, Mr. Chairman, let us correct the narrative that drones are an effective weapon to take the militants out but the drone technology must be given to Pakistan. It must be operated by Pakistanis. It must be operated under Pakistani flag. That is good enough but let us not confuse the issue.

اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ ڈرون حملوں کی وجہ سے militancy ہو گئی ہے تو this is not correct. This political narrative needs to be corrected. The militants have got only one agenda. They are out to destroy Pakistan's existing social, political, parliamentary structure. This is what they want.

By a confused political narrative from our side we have only strengthened their case that when they link drones with militancy because they know that drones have taken most of their people out.

جناب چیئرمین! ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ڈرون کے بارے میں greater clarity کے لیے security establishment کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس میں کتنے بے گناہ civilian مارے گئے۔ یہ تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اس کے اعدادوشمار تو رکھے جاسکتے ہیں۔ Tribal area اتنا بھی ہمارے ہاتھوں سے نہیں گیا کہ یہ بھی پتا نہ لگ سکے کہ کتنے سویلین مارے گئے ہیں۔ اگر سویلین مارے گئے ہیں، یقیناً سویلین شہید ہوئے ہیں اور بے گناہ لوگ بھی شہید ہوئے ہیں what have we done for them? ہمارا emphasis تو یہ ہونا چاہیے that although compensation is no compensation but at least we should demand adequate compensation for them even though no amount of compensation will resurrect them to life.

جناب چیئرمین! Coalition Support Fund میں ہم تو سائیکل کی chain کے پیسے بھی لیتے ہیں۔ I do not want to say it on the floor of the House now but the government would be knowing کہ collateral damage میں اگر کوئی

بے گناہ شخص شہید ہوتا ہے تو کیا اس کی compensation بھی Coalition Support Fund کے تحت ہم لیتے ہیں یا نہیں لیتے اور اگر لیتے ہیں تو ان families کو وہ disburse بھی ہوتی ہے یا نہیں۔ ہمیں اس چیز کو سنجیدگی سے لینا ہوگا۔

We have to revisit this narrative that the militancy in the country is due to the drone attacks. All the political parties, the national Parliament, I think, must revisit this narrative that the drone attacks are linked with the militancy. When we will revisit this narrative then, I think, we will be able to have correct bearing; we would have corrected our bearing. I want to thank you very much for the patience.

Mr. Chairman: Tahir Hussain Mashhadi *sahib*.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much. Mr. Chairman,

یہ drone attacks کیا مصیبت ہیں۔ International conventions ہیں، United Nations Resolutions ہیں۔ پاکستان کے اپنے agreements ہیں، پاکستان کے اپنے قانون ہیں۔ پاکستان کا Constitution ہے۔ اس دنیا میں کونسا ملک اپنے علاقوں میں allow کرتا ہے کہ وہاں سے terrorism کے خلاف activities کی جائیں۔ اب problem یہ ہے کہ دنیا کے out of jobs terrorists, دنیا میں جتنے بھی militants out of job ہیں انہوں نے پاکستان میں آکر پناہ لی ہوئی ہے یا مہمان بنے ہوئے ہیں۔ یہاں سے operate کرتے ہیں۔ تو so called United States of America ایک super power ہے اور super power کے لیے یہ لازم ہو جاتا ہے جیسے absolute power corrupts absolutely وہ اپنی بدمعاشی پر بھی آجاتے ہیں، وہ کسی کی سنتا بھی نہیں ہے۔ یہ ہمیشہ ہوتا ہے۔ محلے میں جو غنڈہ ہوتا ہے وہ قانون کو نہیں مانتا تو super power تو پھر super power ہے۔ پھر انہوں نے ایک عجیب سا قانون بنایا ہوا ہے جو کہ وہ لوگ تو مانتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے کانگریس سے long arm of the law پاس کروایا ہوا ہے، دنیا نہ مانے کہ جدھر بھی امریکہ کو خطرہ ہوگا وہ long arm of the American law کے تحت جا کر ادھر حملہ کر سکتے ہیں اور اس کو وہ legal سمجھتے ہیں۔ تو سب سے پہلے تو یہ ہے کہ اگر ہم نے یہ drone

attacks رکوانے ہیں تو پہلے تو ہم اپنے گھر کو سیدھا کریں۔ یہ جو دہشت گرد ہیں، یہ جو غیر ملکی ہیں بغیر اجازت، بغیر پاسپورٹ اور بغیر ویزا ہمارے ملک میں بیٹھے ہوئے ہیں، پہلے تو ان کو نکالا جائے اس کے بعد جو terrorist activities کرتے ہیں ان terrorist activities کو ختم کیا جائے اور وہ ختم کر کے پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان drone attacks کو روکا جائے یا نہ روکا جائے اور پھر روکنے کا طریقہ کیا ہے کہ چار پانچ لڑکوں کو کھڑا کر دو اور جو ٹرک ڈرائیور آئے اس کو دو چھانٹے مارو اور اس کی جیب میں دیکھ لو کہ کیا ہے یا اس کا لائسنس پھاڑ دو۔ اس طریقے سے تو drone attacks نہیں رکتے۔ آپ ایک super power سے deal کر رہے ہیں اور super power کو چھوڑ کر آپ deal کر رہے ہیں NATO سے۔ NATO countries کون سے ہیں؟ جدھر آپ کے لوگ جا کر بستے ہیں، جدھر جا کر آپ کے لوگ نوکریاں کرتے ہیں، جدھر ان کے بچے پڑھتے ہیں، جدھر وہ لوگ flourish کرتے ہیں اور جدھر سے بہت ہی قیمتی foreign exchange پاکستان میں آرہا ہے، جو آپ کو aid بھی دیتے ہیں، جو آپ کے ساتھ friendly relations بھی رکھتے ہیں اور وقت کیا ہے؟ وقت یہ ہے کہ جب exit strategy کی بات ہو رہی ہے، جب وہ امریکن جن سے ہم نفرت کرتے ہیں وہ نکلنا چاہ رہے ہیں تو کیا آپ ان کو اور ان کی سپلائی لائن روک کر ان کو نکلنے سے روکنا چاہ رہے ہیں۔ یہ طریقہ diplomatic channels پر ہے۔ اب آگئی ہے ہماری سوچ کہ کوئی آدمی پاکستان میں نہیں ہے۔

There is not a single person in the whole length and breadth of Pakistan who doesn't believe in our territorial integrity and sovereignty. We all oppose drone attacks. We oppose the collateral damage done by them. Although they have killed all the Al-Qaeda operatives, they killed terrorists of the highest order with blood money and head money on them but there has been some collateral damage and we all condemn it. So, there is no contention and why people are trying to make political capital out of it, playing to the galleries when they can't do anything. Salala attack was a attack by a foreign power on the State of Pakistan Pakistani soldiers, we stop the supply route for 7 months. We put on diplomatic pressure, we even told the United States that we are going to revisit our Foreign policy even then the drone attacks

didn’t stop because that is a super power. They don’t listen to anybody. They don’t care for anybody. So, we have to use the diplomatic channels, we should continue the use of diplomatic channels and the better sense should prevail on the United States that there are dabbled edged weapons, they are having a bad repercussions but not the way that the thing is being done in Khyber Pakhtunkhwa today where it is harming our economy, harming our people, harming our international relations and embarrassing the Government.

جناب چیئرمین! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہم کس سے بات کرنا چاہ رہے ہیں؟ روزانہ اخباروں میں آتا ہے اور talk shows میں بڑے بڑے intellectuals کو میں سنتا ہوں کہ جی talks ہونے چاہییں، کس کے ساتھ ہونے چاہییں؟ کوئی آپ سے بات کرنے کو تیار ہی نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم بات ہی نہیں کرنا چاہتے ہیں تو آپ کس سے بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

You want to clap but you only have one hand. So, when you want to clap just sitting into thin air, there is nobody to talk to you, they don’t want to talk to you.

تو یہ talks کس کے ساتھ۔ ان کے ساتھ جو کہ آپ کے Constitution کو نہیں مانتے، جو آپ کی judiciary کو نہیں مانتے، جو آپ کے قانون کو نہیں مانتے، جو آپ کی پارلیمنٹ کو نہیں مانتے اور جو آپ کے way of life کو نہیں مانتے۔ پاکستان کو جب قائد اعظم محمد علی جناح نے بنایا تو 12 اگست کی تقریر اس دیوار پر لکھی ہوئی ہے۔

Pakistan shall be a tolerant State. It shall be a modern State. It shall be a liberal State. It shall be democratic State; liberal, democratic, tolerant, progressive, these are not my words, they are the words of Quid−e−Azam, the founder of Pakistan, they are the very essence of Pakistan that is the ideology of Pakistan. Do these people believe in this, will they live as peaceful citizens in a liberal modern progressive State?

اگر وہ رہنے کو تیار ہیں تو بسم اللہ آپ جا کر کل ان سے dialogue کریں۔ وہ آپ کو مانتے ہی نہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ آپ سے بات کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ آپ کے Constitution کو نہیں مانتے۔ تیسری بات یہ ہے کہ وہ آپ کی پارلیمنٹ کو نہیں مانتے، وہ آپ کی judiciary کو نہیں مانتے، وہ آپ کے founding principles کو نہیں مانتے اور وہ ہمارے way of life کو نہیں مانتے۔ تو آپ لوگوں کو کیا پڑی ہوئی ہے اور کس سے بات کرنی ہے اور کیوں کرنی ہے؟ وہ ہیں کون؟ وہ rebels ہیں۔

They are rebellions against the State of Pakistan. They have taken up weapons against the State of Pakistan. They have butchered and murdered over 40 thousand civilians and 10 thousand armed forces, police and rangers of yours. And you want to go and talk to them. Are you going to talk with every criminal in Pakistan? They are criminals, you can't acquit them, you can't make them as equal, and you can't bring them on the table as equal? There have been three great insurgency movements in the last century; The Memun insurgency in Kenya, the communist insurgency in Malaysia and Tamil insurgency in Sri Lanka. First of all, the rebels have to be crushed; the writ of State has to be established. They should know who are the masters? They should know about the legal Government of Pakistan? The parameters should be much clear. The Constitution remains supreme, the judiciary is supreme, it has to be obeyed. The Executive has to be obeyed. The laws have to be obeyed and then you can talk. So, break the power first and then talk, we are with you but if they don't, otherwise, it is unconstitutional, how can you possibly talk with people in an unconstitutional manner? It will become unconstitutional, you are talking to people who have taken arms against you, who are trying to subvert the Constitution of Pakistan by use of arms. How can you possibly think that that will solve the problems? We have a lot

of hue and cry which is going on this motion. I am very glad that this motion has been brought in because so much has to be discussed, so much has to be understood and so much has to be done but it can only be done if we have our vision clear.

ہمیں اپنے آپ کو clear کرنا ہے، ہمیں اپنے آپ کو تیار رکھنا ہے۔ پاکستان کی integrity پر تو کوئی سودا کرنے کو تیار ہی نہیں ہے۔ پاکستان ہماری آن ہے، ہماری جان ہے اور ہماری شان ہے۔ پاکستان کی integrity, sovereignty پر کوئی جھگڑا ہے ہی نہیں۔ یہ درندے اگر ہمارے لوگوں کو مارتے جائیں، کل انہوں نے ہمارے سپاہیوں کو قتل کیا ہے۔ 2011 میں ہمارے دس Rangers کو لے کر گئے ہیں آج تک واپس نہیں کیا۔ لوگوں کے ساتھ انتہائی ظلم کیا گیا ہے۔ تو یہ کب ختم ہوگا؟ اگر ان کی حکومت کمزور ہوگی، اگر حکومت hesitate کرے گی تو یہ بڑھتے جائیں گے اور situation worse to worst ہو جائے گی۔ آج آپ پنجاب میں دیکھیں، آج آپ بلوچستان میں دیکھیں، آپ پختونخوا میں دیکھیں

law and order situation is getting worst because not only the Talibanization but the banned organizations have become very active and they are all affiliated with Al-Qaeda and with Taliban in Pakistan. Thank you, Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you. We have honorable guests in the visitors' gallery who come from the Parliaments of SAARC countries and are visiting Pakistan. I, on behalf of the members of the Senate and myself feel pleasure to welcome them to the Senate proceedings. Yes, Mushahid sahib.

Senator Mushahid Hussain Syed: Thank you very much sir. I had the privilege and pleasure of addressing this august group of parliamentarians from SAARC countries who are here for a very important issue – "a Conference on Climate Change" because this issue concerns all of SAARC countries whether it is Afghanistan, Pakistan, India, Bhutan, Bangladesh, Nepal, Sri Lanka or the Maldives, all are affected. As you remember Mr. Chairman, a

few years ago there was a meeting in Maldives on the “water” and there was a meeting in Nepal on the “Peak of Mount Everest”. So, all countries are affected. We have been suffering a lot in Pakistan because of floods, earthquakes and avalanche in *Siachin*. So, we should warmly welcome them and as I said that we should have a collective strategy on “climate change”. Sir, using this opportunity since they are here I would demand from the Government also to immediately revive the Ministry of Climate Change which has unfortunately been amalgamated in the Cabinet Division. This issue demands attention as it is an issue that is vital for the future of this country and the future of the people of South Asia. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you very much. Yes, Aitzaz Ahsan *sahib*.

Senator Aitzaz Ahsan (Leader of the Opposition): Mr. Chairman, thank you very much. I just want to add a few words and i.e., that for our worthy honourable guests, Senator Mushahid Hussain spoke on behalf of the entire House. I am sure the Leader of the House also joins in this expression of the sentiments. I am glad while they have been here and they have listened to Col. Tahir Mashhadi who made his speech very impatiently. So, they have seen the level of debate. Colonel *sahib* as a senior Parliamentarian, a former military man, now a Senator representing whole rainbow of experience is in this House. So, I am glad that our guests have a chance to listen to one of our best speakers in this House. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Raja Zafar-ul-Haq, Leader of the House.

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Sir, I thank you very much for giving me an opportunity of welcoming our friends from the SAARC countries. SAARC was envisioned some years back and we hope that it will perform very well on the issues which are non controversial and environment is one of them. It is a very serious issue. So, we believe that they will continue their efforts for this SAARC region. We have often heard that the working of the ASEAN is nearly perfect and people give example of ASEAN for the cooperation that they have. Indonesia being the largest country there they have adopted an attitude which is acceptable to all the members of the ASEAN. So, we would expect that there are member countries which are small and there are member countries which are very large but the larger countries have more responsibility towards all the issues confronting this region. So, I welcome them again and we hope that they will perform well as ASEAN is doing. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Abdul Rauf sahib.

سینیٹر عبدالرؤف: شکریہ جناب چیئرمین۔ آج خارجہ پالیسی پر بحث ہو رہی ہے جو ایک انتہائی اہم موضوع ہے۔ پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے ایک سیاسی کارکن کی حیثیت سے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر ہم اس ملک کی 66 سالہ تاریخ میں اپنی خارجہ پالیسی پر نظر ڈالیں تو یہ 1947 سے لے کر آج تک متواتر failure کا شکار رہی ہے۔ اس کی بنیادی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس ملک کی تاریخ میں یہاں پارلیمان سے زیادہ فوجی آمروں نے حکومت کی ہے۔ ان کی بنائی ہوئی خارجہ پالیسی مختلف ادوار سے چلی آرہی ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے 15 کروڑ عوام کی یہ خارجہ پالیسی اس لحاظ سے نمائندگی نہیں کرتی کہ اس کثیر القومی ملک میں ان کے احساسات کی ترجمانی آج تک نہیں کی گئی۔ پہلے دن سے ہم نے ایک ہی رٹ لگا رکھی ہے کہ جب ہم امریکہ کی گود میں بیٹھیں گے تو اس ملک کے حالات بدل جائیں گے۔ تاریخ کے ہمیں وہ مواقع بھی یاد ہیں چاہے وہ 1965 کی جنگ ہو یا 1971-1970 کی، ہم نے دیکھا کہ جب ہمارے میڈیا میں شہ سرخیوں کے ساتھ یہ بات کہی جاتی تھی کہ امریکن بحری بیڑا ہماری

مدد کو پہنچ رہا ہے، پھر ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ہمارے ملک کا دو حصوں میں بٹوارہ ہو گیا اور ایک دوسرا ملک بنگلا دیش کی شکل میں وجود میں آیا۔ ہم نے وہاں سے بھی سبق حاصل نہیں کیا اور اپنا یہی سلسلہ جاری رکھا۔

جناب چیئرمین! میں ایک سیاسی کارکن کی حیثیت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب ہم کسی محلے یا علاقے میں رہتے ہیں تو سب سے پہلے ہمارا اخلاقی فرض ہے کہ ہم اپنے ہمسایوں کے ساتھ ایسے تعلقات رکھیں کہ جب کبھی آپ پر کوئی مشکل آپڑے تو چاہے رات کے دو یا تین بجے ہوں آپ کے ہمسائے مدد کو پہنچ جائیں، بجائے اس کے کہ میں کوئٹہ سے اپنے عزیز واقارب کو یہاں لے کر آؤں کہ جب میں مشکل میں آجاؤں تو وہ میری مدد کریں۔ میں اس مثال کے حوالے سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے جتنے بھی ہمسایہ ممالک ہیں ان کے ساتھ ہمارے اچھے تعلقات استوار نہیں ہوئے ہیں۔ ہمارے پڑوس میں جتنے بھی ممالک ہیں چاہے وہ ہندوستان ، افغانستان ، ایران، چائنا کی شکل میں ہوں ان کے ساتھ ہمارے اچھے تعلقات ہونے چاہییں لیکن ہم تو اکیلے پن کی طرف جا رہے ہیں۔ ہمارے پڑوسی ممالک کو ہمیشہ ہم سے شکایت رہی ہے۔

جناب چیئرمین! ہم نے اس پالیسی کو جاری رکھا ہوا ہے اور جب ہم کہتے ہیں کہ یہاں پر صورتحال ٹھیک نہیں ہے اور امن وامان کا مسئلہ ہے، یہاں پر قیمتیں بڑھ رہی ہیں تو اس طرف کان نہیں دھرے جاتے ہیں لیکن اگر ہم بغور دیکھیں تو اس کا تعلق ہماری اس خارجہ پالیسی سے ہے۔ جب ہم نے امریکہ کے ساتھ مل کر سوویت یونین کے خلاف جہاد کا اعلان کیا اور دنیا جہان کے terrorists کو چاہے ان کا تعلق چیچنیا، عرب، صومالیہ وغیرہ سے تھا Green Passport کے ذریعے یہاں پر جگہ دے دی، پھر انہیں ٹریننگ دی اور ان کو اپنے neighbour country کے خلاف استعمال کیا اور ہماری خارجہ پالیسی بنانے والے یہ سمجھ رہے تھے کہ کل افغانستان ہمارا پانچواں صوبہ بنے گا۔ اس کا نقصان کیا ہوا ہے، اس ملک میں کوئی شخص کلاشنکوف کے نام سے واقف نہیں تھا، اس کا پتا بھی نہیں تھا کہ کلاشنکوف کس بلا کا نام ہے، آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس پالیسی کو اپناتے ہوئے آج بہت سے مسائل ہمارے سامنے ہیں۔ ہم افغانستان کو فتح نہیں کرسکے، کچھ لوگ کہتے تھے کہ ہم پورے خطے میں نماز پڑھیں گے، ہم کہتے تھے کہ آپ پہلے بادشاہی مسجد میں تو جا کر نماز پڑھیں۔ جنرل بابر صاحب ہوا کرتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ ہم نے طالبان کو منظم کیا، باقاعدہ ان کی تنخواہیں بھی اس پارلیمنٹ میں بتا دیتے تھے لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا کہ آج وہ جن بوتل سے باہر آچکا ہے۔ آج آپ کا مہران بیس محفوظ نہیں ہے، آپ کا

GHQ محفوظ نہیں ہے، آپ کی یونیورسٹیاں محفوظ نہیں ہیں، ہمارے صوبے میں IT یونیورسٹی میں کوئی نہیں جا سکتا۔ اب صورت حال یہ بن چکی ہے کہ سارے ملک میں ایک دہشت گردی کا سماں ہے۔

جناب چیئرمین! جب تک ہماری خارجہ پالیسی میں قوموں کے حوالے سے، پشتون، بلوچ، سندھی، سرائیکی اور پنجابی صوبے سے تعلق رکھنے والے عوام کا حصہ نہیں ہوگا، ان کے دلوں کی آواز نہیں ہوگی تو ہم کیسی خارجہ پالیسی بنائیں گے۔ کبھی ہم SEATO میں ہوتے ہیں کبھی ہم CENTO میں ہوتے ہیں، کبھی استعفیٰ دے دیتے ہیں پھر پانچ دس سال کے بعد واپس اس کے ممبر بن جاتے ہیں۔ ہمارے جو ہمسایہ ممالک ہیں ان کے ساتھ خارجہ پالیسی کے حوالے سے اپنے تعلقات استوار نہیں کئے ہیں، کہ ان کے ساتھ ہم نے کاروبار کرنا ہے۔ پرسوں آپ دیکھیں آپ کے ٹیلی ویژن پر، اخباروں میں، میڈیا پر یہ بات آئی کہ چائنا والوں نے ہم سے گلہ و شکوہ کیا کہ ترکمانستان کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں نارتھ وزیرستان میں ٹریننگ حاصل کرتے ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایران والے ہم سے کہتے ہیں کہ آپ کیا کرنے جا رہے ہیں، ہمارے ملک میں کیا ہو رہا ہے، ہم دیکھتے ہیں لیکن ہم حقائق کو تسلیم نہیں کرتے۔ ہمارے چیئرمین کہتے ہیں، میرے منہ سے وہ باتیں اچھی نہیں لگتیں۔ چلیں، دیر آید درست آید جو کچھ ہوا اس کو بھول جائیں، آئیں ہم بیٹھیں، حقائق کا سامنا کریں، آئیں ہم سچ بولیں، آئیں اپنے ملک کو سنواریں، ہمارے یہاں پر صوبے ہیں، یہاں پر مختلف موسم ہیں، یہاں پر ہمارے پاس پانی ہے، معدنی وسائل ہیں، کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ اگر کمی ہے تو good governance کی کمی ہے، اگر کمی ہے تو امن و امان کی کمی ہے، جب تک آپ امن و امان بحال نہیں کر سکیں گے، جب آپ اپنے ملک میں good governance نہیں دے سکیں گے تو اس کا نتیجہ یہی نکلے گا جو آج نکل رہا ہے کہ ہر طرف افراتفری ہے، آپ کے تمام ادارے failure کی طرف جا رہے ہیں۔ لوگوں کا سیاست سے ایمان اٹھ رہا ہے وہ یہ سمجھ نہیں پا رہے، آج آپ دیکھیں یہاں پر مختلف حکومتیں بنتی چلی آرہی ہیں۔ آپ جائیں، عوام سے ملیں، آپ کبھی ان کا انٹرویو کریں، کبھی انہیں سنیں، آج عوام کہتے ہیں کہ سیاست دان ناکام ہیں۔ کبھی کبھی میڈیا کے ذریعے ایسی خطرناک آوازیں بھی نکلتی ہیں وہ کہتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس ملک میں جمہوریت کی بساط لپیٹ دی جائے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ خارجہ پالیسی میں آپ تبدیلی لائیں۔ اگر ہم کبھی کہیں کہ آئیں خارجہ پالیسی پر بحث کریں، آئیں ہم موجودہ scenario میں ایسی خارجہ پالیسی کی تشکیل کریں جس میں ہم ابتدا اپنے ہمسایہ ممالک سے کریں۔ بھارت کے ساتھ آپ کی trade ہونی چاہیے، افغانستان کے ساتھ آپ کی trade ہونی چاہیے، چائنا کے ساتھ ویسے بھی ہم کہتے ہیں ہماری

دوستی ہے لیکن اس کے باوجود وہ ہم سے گلہ کرتے ہیں۔ Trade کب ہو گی جب ہم بقائے باہمی کی بنیاد پر، پرامن بقائے باہمی کی بنیاد پر خارجہ پالیسی بنائیں گے۔ جناب چیئرمین! آپ یقین مانیئے یہ میں تمام ممبران پارلیمنٹ کو یقین دلاتا ہوں، آج بھی آپ ہمارے صوبے میں آئیں، کوئٹہ شہر جیسے علاقے میں آئیں، کوئٹہ شہر میں موٹر سائیکلوں پر سینکڑوں کی تعداد میں لوگ جا کر ہمسایہ ملک میں جو کچھ کرتے ہیں وہ آپ کے سامنے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ ہماری پالیسی دورخی ہے کبھی ہم کہتے ہیں کہ یہ لڑنے والے لوگ ہمارا اثاثہ ہیں۔ جب آپ لڑنے والے دہشت گردوں کو اثاثہ کہیں گے، پھر یہ کیسے ممکن ہو گا کہ آپ کہیں اس ملک میں امن و امان ہو گا۔ کیا یہ پارلیمنٹ مکمل طور پر sovereign ہے؟ کیا خارجہ پالیسی ہمارے ہاتھوں میں ہے؟ ایوان بالا اور ایوان زیریں میں ہے؟ اگر اس خارجہ پالیسی میں بعض نقطے ایسے ہیں جو ہمارے ہاتھوں سے باہر ہیں تو ان نقطوں کی بنیاد پر ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ہمسایہ ممالک دن بدن ہم سے ناراض ہوتے جا رہے ہیں۔ جب آپ کسی محلے میں آگ لگائیں گے، آپ کسی ہمسائے کے گھر میں پتھر پھینکیں گے تو دیکھیں وہ اگلے دن آپ کو جواب دیتے ہیں یا نہیں دیتے۔ یہ کیسے ممکن ہے آپ ہمسایہ ملک میں دخل اندازی کرتے رہیں اور پھر آپ سمجھیں کہ وہاں کے لوگ ہمیں پھول بھیجیں گے۔ اس کا نتیجہ آج یہ ہے کہ ہمارے صوبے میں انتہائی کشیدہ صورت حال ہے۔ میں یہاں پر کہنا چاہتا ہوں شاید میرے معزز اراکین اس بات کو سمجھ نہیں پاتے جب میں کہتا ہوں کہ وہاں پر پچاس فیصد آبادی پشتون ہے، جو پارلیمنٹ کے حوالے سے، جمہوریت کے حوالے سے، جمہوری نظام کے حوالے سے، اس ایوان کو سپریم ایوان بنانے کے حوالے سے جدوجہد کر رہی ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ ہماری چھوٹی سے چھوٹی باتوں پر بھی، ہمارے وزراء جو پہلے تھے، جو آج ہیں، جو اس سے پہلے تھے دھیان نہیں دیتے تو ہماری نوجوان نسل کیا کرے گی جب وہاں پر بے روزگاری ہو گی، جب وہاں پر دہشت گردی ہو گی، جب وہاں پر لوگ مارے جائیں گے۔ اس کے باوجود آپ خارجہ پالیسی کا جائزہ نہیں لیں گے۔ ہم سے مشورہ نہیں کیا جائے گا، یہاں کے جتنے بھی صوبوں کے نمائندے ہیں ان سے مشورہ نہیں کیا جائے گا اور اسی خارجہ پالیسی کو دوام بخشا جائے گا جو ضیاء الحق کے دور میں بنی تھی اس نے یہاں پر بدبختی پھیلائی اور اس کے دور میں بنی ہوئی خارجہ پالیسی کے بعض نکات پر اب بھی لوگ عمل پیرا ہیں۔ موجودہ حکومت میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے وزیراعظم میاں نواز شریف صاحب ہیں، میں بحیثیت ایک افغان پشتون کے کہتا ہوں کہ ان کی خارجہ پالیسی میں ایسے نکات ہیں جن پر ہم ان کو appreciate کرنا چاہتے ہیں، ہم ان کا ساتھ دینا چاہتے ہیں۔ دو تین بار انہوں نے افغانستان کا دورہ کیا ہے۔ اب ان

کے بھائی پنجاب کے وزیر اعلیٰ صاحب انڈیا گئے ہیں وہ وہاں پر کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اپنے ہمسایوں کے ساتھ اچھے تعلقات بنائیں۔

آخر میں، میں یہ کہوں گا کہ یہ احسن اقدامات ہیں جو ہماری موجودہ حکومت نے اٹھائے ہیں لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس خارجہ پالیسی کو مزید بہتر بنانے کے لیے عدم مداخلت، پرامن بقائے باہمی کی بنیاد پر اپنے تمام ہمسایہ ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات پر مبنی ایسی خارجہ پالیسی بنائی جائے جس کے نتیجہ میں ہمارے ہمسایہ ممالک میں بھی امن ہو۔ اگر افغانستان میں امن ہوگا تو یہاں پر امن ہوگا، وہاں پر حکومت مستحکم ہوگی تو یہاں پر مستحکم حکومت ہوگی۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ وقت کی ضرورت بھی ہے اور وقت کا تقاضا بھی ہے کہ ہم اپنی خارجہ پالیسی کو ایک دفعہ پھر review کرتے ہوئے، اس کے اچھے اقدامات کو support کریں۔ اگر اس میں کچھ ایسے مسائل ہیں جن کو review کرنے کی ضرورت ہے تو ان کو ہم review کریں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. The House stands adjourned to meet again on Tuesday, the 17th December, 2013 at 3:30 pm.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 17th December, 2013 at 3:30 pm.]